طالبان

20 مجلہ تحریک طالبان پاکستان

ربیع الاول ۱۴۴۵ ھ ق بمطابق اکتوبر ۲۰۲۳ء

1 ریاستِ پاکستان کا پرائی جنگ میں جانی خسارہ

2 میلاد النبی ﷺ کی حقیقت

3 اگر پکے کے ڈاکو کچے کے ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو...؟

HTTP://T.ME/TTPMAGAZINE

@umarmedia

HTTP://WWW.UMARMEDIA.BZ

UMAR MEDIA

RABI UL AWWAL 1445

شمارہ: 20

OCTOBER 2023



فہرست

اداریہ

ناپاک فوج کی مکروہ سیاست

مملکت خداداد پاکستان اس وقت شدید ترین مالی بحران کا شکار ہے، معیشت کی کشتی ایسے خطرناک بھنور میں پھنس چکی ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ ملکی معیشت کی کشتی ڈوب چکی ہے تو غلط نہ ہوگا۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سبب عوام کا جینا محال ہو چکا ہے، بیرونی قرضوں میں روزبروزاضافہ ہوتا جارہا ہے۔ یہ سب کیا دھرا ان کرپٹ جرنیلوں اورسیاستدانوں کا ہے جو تقریبا پونے صدی سے اس ملک پر قابض ہیں اوراس کے وسائل کو بے دردی سے لوٹ رہے ہیں۔ دہشتگردی کے نام پر یہ جرنیل بیرونی امداد لے کراپنی تجوریاں بھرتے رہے ہیں، یہ سب حقائق عوام الناس کے سامنے ہیں، مگر یہ جرنیل بجائے اپنے کالے کرتوتوں کا اعتراف کرنے کی ملکی معیشت کے زوال کا الزام پڑوسی ملک پر لگا رہے ہیں۔

یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ پاکستانی معیشت کے ڈوبنے کی ایک بڑی وجہ پاک افغان ٹرانزٹ ہے، ڈالر کی قیمت بڑھنے کی وجہ یہ بتائی جارہی ہے کہ ڈالرافغانستان سمگل ہورہا ہے، اسے بنیاد بناکر آئے روز بارڈر بند کردیا جاتا ہے۔ دونوں ملکوں کی عوام کے درمیان نفرت پیدا کرنے کی مکروہ سیاست کی جارہی ہے۔ جرنیلوں کا شاید یہ خیال ہے کہ سارے الزامات امارت اسلامیہ افغانستان پر تھوپ کر اپنا دامن صاف کیا جاسکتا ہے مگر یہ ان کی خام خیالی ہے۔

پاکستانی عوام اب ان غداروں کو پہچان چکی ہے کہ جرنیلوں کا ٹولہ ہی ہے جو اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے ملکی معیشت کا بیڑا غرق کررہا ہے، اب رائے عامہ ہموار ہونا شروع ہوگئی ہے، اور وہ دن دور نہیں کہ جب ملک پاکستان کی عوام اس مکروہ فوج اور اس کے جرنیلوں سے ان کے کرتوتوں کا حساب مانگے گی اور اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا بدلہ لے گی۔ ان شاء اللہ العزیز۔

تذکرہ حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ

استاد ذاکر

حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب ہستی ہیں جنھوں نے ایسے گھرانے میں آنکھ کھولی جو ایمان ویقین کی خوشبو سے معطر تھا۔ اس گھرانے کا ہر فرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر کٹ مرنے کو تیار تھا، آپ کے والد محترم کا نام زید بن عاصم رضی اللہ عنہ تھا جو کہ مسلمانوں میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے اور ان ستر خوش نصیب صحابہ میں شامل تھے جو بیعت عقبہ کے وقت موجود تھے۔ آپ کی والدہ ام عمارہ رضی اللہ عنہا بنو مازن قبیلے سے تھیں۔ یہ پہلی خاتون تھیں جنھوں نے اللہ کے دین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں تلوار اٹھائی۔ آپ کے بھائی عبد اللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شریک تھے اور انہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے والے تیروں کو اپنے سینے سے روکا۔

حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کے سینے میں ایمان بچپن ہی سے رچ بس گیا تھا، آپ نے اپنے گھرانے کے ہمراہ مکہ معظمہ جاتے ہوئے بچپن میں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی جس کو بیعت عقبہ کہا جاتا ہے۔ غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ اپنی شدید چاہت کے باوجود شریک نہ ہو سکے، اس لیے کہ اس وقت آپ کی عمر بہت چھوٹی تھی اور آپ تلوار اٹھانے قابل نہ تھے مگر غزوہ بدر کے بعد تمام غزوات میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ ہر غزوہ میں جوانمردی سے لڑتے اور اپنی جنگی مہارتوں کا ثبوت پیش کرتے۔

سن 9 ہجری میں جب اسلام اپنے عروج پر تھا اور دعوت حق بستی بستی قریہ قریہ پھیل رہی تھی تو قبیلہ بنو حنفیہ کا ایک وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ایمان اور اسلام سے مشرف ہوا، اس وفد میں ایک مسیلمہ بن حبیب نامی شخص بھی شریک تھا۔ جب یہ وفد واپس نجد پہنچا تو مسیلمہ بن حبیب مرتد ہو گیا اور اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر دیا اور لوگوں میں یہ اعلان کروا دیا کہ میں بنو حنفیہ کے لیے اللہ کا رسول ہوں جس طرح قریش کے لیے محمد اللہ کے رسول ہیں اور لوگوں سے بیعت لینے لگا۔ قبائلی تعصب کی بنا پر اس کو جھوٹا سمجھنے کے باوجود بہت سارے لوگوں نے اس کا ساتھ دیا پھر ایک دن مسیلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک خط دے کر دو قاصد روانہ کیے جس میں یہ تحریر تھا کہ قریش کی زمین آپ کی اور بنو حنفیہ کی زمین میری، آپ ادھر حکومت کریں اور میں ادھر، آپ اس بات کا اقرار کر لیں کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو ایک جوابی خط لکھوایا جس میں اس کے جھوٹے اور کذاب ہونے کا تذکرہ تھا اور اس کی پیشکش ٹھکرا دی گئی تھی۔ یہ خط مسیلمہ تک پہنچانے کی ذمہ داری نبھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا۔ چنانچہ حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے دربار میں پہنچے اور اسے خط دیا، خط پڑھ کر مسیلمہ کذاب آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے حضرت حبیب

بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو قید کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اسے کل میری عدالت میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ اگلے دن حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کی عدالت میں پیش کیا گیا جہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ مسیلمہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے دوسرا سوال کیا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے طنزیہ انداز میں جواب دیا کہ تمہاری بات سننے سے میرے کان قاصر ہیں، مسیلمہ غصے سے پاگل ہو گیا اس نے دو تین مرتبہ اپنی بات دہرائی مگر حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ تمہاری بات میرے کان قبول نہیں کر رہے۔

چنانچہ مسیلمہ کذاب نے حکم دیا کہ آپ رضی اللہ کا ایک ایک عضو کاٹا جائے، وہ سوال کرتا رہا آپ رضی اللہ عنہ یہی جواب دیتے رہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ایک عضو کٹ کر زمین پر گرتا رہا اور آپ کی زبان مبارک پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی تذکرہ تھا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک روح آپ کے جسم سے نکل گئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو آپ کی شہادت خبر سنائی گئی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اسی دن کے لیے تو میں نے اپنے بیٹے کو پالا تھا۔

اللہ ہمیں بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا ایمان و یقین کا ایک شمہ ہی نصیب فرما دیں تا کہ ہم بھی آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر سکیں۔ آمین۔

شیخ عبدالرحمن حماد حفظہ اللہ رکن رہبری شوریٰ واعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان کے ساتھ خصوصی انٹرویو



سلسلہ انٹرویوز میں اس مرتبہ تحریک طالبان پاکستان کے رہبری شوریٰ اور اعلامی کمیشن کے رکن محترم شیخ عبد الرحمن حماد حفظہ اللہ کا انٹرویو شامل کیا گیا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: شیخ صاحب! سب سے پہلے مجلہ طالبان کے قارئین کے سامنے اپنا تعارف کروائیں!

شیخ عبد الرحمن: بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد: بندہ کا نام عبد الرحمن نام ہے، جبکہ تخلص "حماد" ہے، پشتون قبائل میں مشہور معروف قبیلہ "آفریدی" کی آٹھ شاخوں میں سے "آدم خیل" کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ درسِ نظامی کی تکمیل میں بندہ کو جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی، جامعہ امام ابو حنیفہ مکہ مسجد، جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی، جامعہ اسلامیہ طیبہ، جامعۃ الرشید اور جامعہ دار العلوم کراچی کے اساتذہ کرام کا شرفِ تلمّذ حاصل ہے، اور سندِ فراغت ایشیاء کی مشہور جامعہ، جامعہ دار العلوم کراچی سے ۲۰۰۵ء میں حاصل کیا۔ فراغت کے بعد اللہ تعالی کی توفیق سے بندہ کئی سال تک درسِ نظامی کی تدریس سے منسلک رہا۔

اللہ تعالی کے خصوصی فضل سے بندہ عملی طور پر ۱۹۹۸ء سے جہاد کے ساتھ وابستہ ہوا، ابتدائی عسکری تربیت (تاسیسیہ) حرکت المجاہدین کے معسکر میں استاد سیف الرحمن بلالی شہید رحمہ اللہ سے حاصل کی، اس کے بعد بگرام کے محاذ پر استاد بابر شہید رحمہ اللہ کی کمان میں کچھ عرصہ رباط کا فریضہ سرانجام دیا، نائن الیون کے بعد افغانستان پر امریکی حملہ کے وقت اسلامی حکومت کے دفاع کی خاطر عظیم جہادی رہنما سیف الرحمن منصور شہید رحمہ اللہ کے ساتھ کرغہ فرقہ ۸ میں رہا، اور سقوط کے بعد امارت اسلامیہ کے بعض کمانڈانوں کے ساتھ جہادی سرگرمیوں میں مصروف رہا، مگر جب دیکھا کہ امارت اسلامی اپنا دفاعی جہاد بڑی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھا رہی ہے، اور جلد ہی اپنی کھوئی ہوئی حکومت حاصل کر کے اسلامی نظام کی بحالی کا فریضہ ادا کرنے کے قابل ہو جائے گی اور بالمقابل یہ بھی دیکھا کہ پاکستان کا حکمران طبقہ مملکتِ خداداد پاکستان کے مقصدِ حصول کے ساتھ مسلسل دھوکہ دہی اور غداری کا مرتکب ہے تو مزید رہا نہ گیا، تمام مصروفیات کو خیرباد کہہ کر تحریک طالبان پاکستان (جو نظریہ پاکستان کی محافظ جماعت ہے) کے ساتھ ۲۰۱۳ء میں جڑ گیا۔ بندہ بفضل اللہ تعالی تحریک طالبان پاکستان میں مرکزی اور علاقائی سطح پر مختلف شعبوں میں کام کرتا رہا، جن میں پرنٹنگ کا شعبہ، احتساب، قضاء، دارالافتاء، اعلامی کمیشن اور رہبری شوری کی خدمات سرفہرست ہیں۔

ٹیم مجلہ طالبان: ملک کی موجودہ صورتحال پر آپ کا کیا تجزیہ ہے؟

شیخ عبد الرحمن: ملک کی موجودہ صورتحال کا تجزیہ کرنا اب ایسی بات نہیں رہی کہ جس کے لیے کسی کو زحمت دینا پڑے اور قارئین کو تحصیلِ حاصل



میں مبتلا کیا جائے، کیونکہ پاکستان کا ہر باشندہ دیکھ رہا ہے کہ ملک میں ہر سطح پر انارکی ہے، کرپشن عروج پر ہے، جس کا جتنا بس چلتا ہے ملک کے وسائل کو لوٹ رہا ہے، اشرافیہ کی عیاشیوں کے لیے حاصل کردہ سودی قرضوں کے بوجھ تلے ملک کے اقتصاد کی کمر ٹوٹ چکی ہے۔ پانی، بجلی اور گیس جیسی بنیادی ضروریات سے ملک کے اکثر باشندے محروم ہیں۔ نااہل قیادت کی وجہ سے مہنگائی کے عذاب میں مبتلاء عوام کی بے چینی دن بدن بڑھ رہی ہے، عدلیہ فوجی جرنیلوں اور سیاست دانوں کا کھلواڑ بن چکی ہے۔ چوری، ڈکیتی اور منشیات کا کاروبار و استعمال حکومتی سرپرستی میں عروج پر ہے، سیاسی کشمکش کی وجہ سے بعض سیاست دان جیل میں، بعض بیرونِ ملک فرار، اور بعض پارٹی اور سیاست تک چھوڑنے پر مجبور، فوجی و عسکری اداروں میں عہدوں کی تقسیم اور کنٹرول کے معاملے میں ایک طرف مذہبی، لسانی، سیاسی اور مفاداتی ٹولوں کی سرد جنگ کی وجہ سے بے اعتمادی اور بدنظمی پیدا ہو چکی ہے، جبکہ دوسری طرف اپنے روایتی دشمن (بھارت) سے اتنے مرعوب ہیں کہ حملے کے خوف کی وجہ سے ہنگامی طور پر قومی اسمبلی کا اجلاس بلا کر اپنا دشمن بلا مذاکرات و شرائط چھوڑا جاتا ہے، اور ساتھ میں فوجی جرنیلوں کا صحافیوں سے یہ کہنا کہ ہمارا فوجی ساز و سامان ناکارہ ہو چکا ہے، ہم بھارت کے ساتھ جنگ کی صلاحیت سے محروم ہو چکے ہیں، تیسری جانب تحریک طالبان پاکستان کے حملوں میں آئے دن تیزی کی وجہ سے خوف و ہراس کا یہ عالم ہے کہ ہر عسکری ادارے کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مجاہدین کے وار سے بچنے کے لیے دوسرے ادارے کو مدمقابل لایا جائے، پورے ملک میں مجاہدین کی بڑھتی ہوئی کارروائیوں کی وجہ سے عسکری ادارے دفاعی پوزیشن پر جا چکے ہیں۔ ان کا مورال ملکی تاریخ میں سب سے نچلے درجے تک جا پہنچا ہے، اور ان کی بوکھلاہٹ کا حال یہ ہے کہ ہر کارروائی کے بعد پڑوسی ملک کو موردِ الزام ٹھہرا کر اپنی نااہلی اور کمزوری کو چھپانے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے، تو ایسی صورتحال میں سوائے اِس کے اور میں کیا کہوں کہ کسی بھی وقت اس ملک کا نقشہ بدل سکتا ہے اور مٹ بھی سکتا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں سے قطع نظر، قبائلی علاقوں کے حالات کو آپ کس طرح دیکھ رہے ہیں؟

شیخ عبد الرحمن: قبائلی علاقوں کے حالات پر اگر گہری نگاہ ڈالی جائے تو پہلے والے حالات بالکل نہیں رہے ہیں۔ قبائلی عوام میں سیاسی بیداری پیدا ہونے کی وجہ سے قبائل میں فوج کی محبوبیت صفر درجے تک آ گئی ہے، قبائلی علاقوں میں فوجی بھرم کا غبارہ پھٹ کر فضاء میں گم ہو گیا ہے۔ قبائلی عوام کے ذہنوں پر اپنی صدیوں پرانی آزادی کے دوبارہ حصول کا جنون سوار دکھائی دے رہا ہے، یہی آزادی کا جنون ہی ہے کہ حکومتِ پاکستان کے تمام تر پروپیگنڈوں کے باوجود تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کو نقیبِ آزادی سمجھ رہے ہیں، اور نوجوان نسل تو مجاہدین سے نہ صرف یہ کہ متاثر بلکہ مجاہدین کو آئیڈیل سمجھ کر ان کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہے، اور فوج سے ان کی نفرت کا اندازہ لگانا ہو تو قبائلی علاقوں کا دورہ کر کے دیکھ لو۔ البتہ اس سے بھی انکار نہیں کہ ایک حد تک قبائل کا نوجوان طبقہ ماڈرن ازم سے بھی متاثر ہے، مگر یہ اُس حد تک نہیں جو حکومت اور اسٹیبلشمنٹ چاہتی تھی۔

ٹیم مجلہ طالبان: تحریک طالبان پاکستان کے قبائلی علاقوں میں وجود کی کیا تفصیلات ہیں؟

شیخ عبد الرحمن: الحمد للہ، تمام قبائلی علاقے تحریک طالبان پاکستان کے زیرِ اثر ہیں، تمام قبائلی ایجنسیوں میں تحریک طالبان پاکستان کا مضبوط اور منظم نیٹ ورک موجود ہے، اور یہ موجودیت صرف عسکری کارکنان تک محدود نہیں، بلکہ تحریک کے تمام اداروں کا تنظیمی ڈھانچہ پوری آب و تاب کے ساتھ اپنے اپنے کام میں لگا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کے مقرر کردہ نمائندگان کی طرف سے بر وقت عوام کی شکایات کا اِزالہ ہوتا ہے، تحریکی ادارے بے اصولی کرنے والے افراد کا مؤاخذہ کرنے میں مکمل سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ دشمن کی نقل و حرکت اور منصوبوں کے فوری اطلاع کی وجہ سے بر موقع منصوبہ سازی کرتے ہیں، تمام علاقوں کی بر وقت رپورٹنگ کا بہترین نظام تشکیل دیا گیا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: قبائلی عمائدین اور علمائے کرام کے ساتھ آپ کے کس نوعیت کے تعلقات ہیں؟



شیخ عبد الرحمن: کچھ علاقوں کے اُن عمائدین کو چھوڑ کر جو حکومتی تنخواہ دار ہیں باقی تمام قبائلی عمائدین کی برملا یا خاموش تائید الحمد للہ تحریک طالبان پاکستان کو حاصل ہے، قبائلی عمائدین میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو تحریک طالبان پاکستان کی مخالفت میں حکومت کے ساتھ کھڑا ہو، حالانکہ پاکستان کی ظالم حکومت اور فوج نے مالی و سیاسی لالچ کے ساتھ بہت سے عمائدین کو شہید بھی کیا۔
اسی طرح قبائلی علماء کرام کا معاملہ بھی ہے، اکثر علماء کا رویہ اور پیغامات مجاہدین کے لیے انتہائی حوصلہ افزا ہیں، مگر چونکہ حکومتی جبر و استبداد کا معاملہ علماء کرام کے ساتھ انتہائی ظالمانہ ہے، بہت سے علاقوں میں تا حال مدارس تک بنانے اور چلانے نہیں دیا جارہا ہے، علماء کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے، اور بعض قبائلی علاقوں میں خفیہ ادارے اپنے غنڈوں کے توسط سے انہیں ہراساں کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو شہید کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے، اس لیے اکثر قبائلی علماء کرام نے قبائل سے باہر علمی خدمات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔
مگر شبِ ظلمت عنقریب روزِ روشن میں تبدیل ہو کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کا مشاہدہ ہر کوئی کر سکے گا۔ ان شاء اللہ تعالی۔

ٹیم مجلہ طالبان: گزشتہ چودہ اگست شاید سیاسی ہلچل کی نظر ہو گیا، آپ نے کیا نوٹ کیا؟
شیخ عبد الرحمن: تحریک طالبان پاکستان کے اعلامی کمیشن کے رکن ہونے کی حیثیت سے میں نے بخوبی جائزہ لیا کہ اہلیانِ پاکستان نے اجتماعی و انفرادی طور پر گزشتہ چودہ اگست کی مناسبت سے جشنِ آزادی کو انتہائی سرد مہری سے منایا، میں نے جشن منانے کی اصطلاح اس لیے استعمال کی کہ سمجھنے میں آسانی ہو ورنہ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ چودہ اگست کو اکثر لوگوں نے جشن سرے سے منایا ہی نہیں، کیونکہ جشن منانے والے تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں تھے، بہت سے عوام نے تو برملا آزادی کے لفظ کا مذاق اڑایا، اگر پھر بھی کسی کو میری بات سے اتفاق نہ ہو تو اُن تاجر حضرات سے پوچھیں جو ہر سال چودہ اگست کی مناسبت سے مصنوعات کا کاروبار کرتے ہیں کہ اُن کو اِس سال کتنا خسارہ ہوا؟ رہی یہ بات کہ اس کا سبب سیاسی ہلچل تھا یا کوئی اور؟ اس بات سے بھی انکار نہیں کرسکتا کہ اس میں سیاسی ہلچل کا بھی ہاتھ تھا، مگر حقیقت یہ ہے کہ لوگ سمجھ گئے ہیں کہ ہم پاکستانی آزاد نہیں، بلکہ سیاسی غلام ہیں، اقتصادی غلام ہیں، پاکستان پر اَب بھی حقیقتاً مغرب کی حکمرانی ہے، پاکستان کی عدالتوں میں اَب بھی لارڈ میکالے کے کالے قوانین رائج ہیں، پاکستان کے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں آج بھی انگریزوں کا وہی نظامِ تعلیم ہے جس سے انگریزوں کی تہذیب و کلچر کے دلدادے پیدا ہو رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام مہنگائی، افلاس و غربت کے اتنے مارے ہیں کہ اُن کو چودہ اگست کا احساس تک نہیں ہوا۔

ٹیم مجلہ طالبان: آپ معروف علماء کرام اور مجاہدین کے درمیان کے فاصلوں یا ربط کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟
شیخ عبد الرحمن: میں نے اپنی بیشتر زندگی مدارس میں پڑھتے اور پڑھاتے گزاری ہے، اور کسی ایک مدرسے میں نہیں، بلکہ بہت سے مدارس میں رہا ہوں، اور ایک انقلاب پسند شخص کی حیثیت سے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا ہے۔ مدارس کے علماء و مدرسین وطنِ عزیز کو اسلامی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں، لبرل اور بے دین حکومت وریاست کو جوتے کی نوک پر رکھتے ہیں، اس لیے مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی کہ فحاشی و عریانی کے طوفان میں پھنسی مملکتِ خداداد کی کشتی کو کنارہ پر لگانے کے لیے کوشاں مجاہدین کے ساتھ نہ معروف علماء کرام کے فاصلے ہیں اور نہ ہی غیر معروف، بلکہ بظاہر دور ہوتے ہوئے بھی نظریاتی طور پر قریب ہیں۔ البتہ جیسا کہ پہلے بتایا کہ علماء کرام ریاستی جبر و استبداد کے شکار ہیں، ریاستی اداروں کی طرف سے ان کی ٹارگٹ کلنگ ہو رہی ہے، انہیں جعلی ایکسیڈنٹ اور حادثات میں شہید کروایا جارہا ہے، انہیں جھوٹے مقدمات میں پابندِ سلاسل کیا جارہا ہے، ان کی اقتصادی و معاشرتی ناکہ بندی کی جارہی ہے، اس لیے ہم بھی فی الوقت یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے ساتھ کھلم کھلا رابطوں کی وجہ سے مزید پریشانی میں پڑ جائیں۔
ٹیم مجلہ طالبان: حالیہ ایام میں تحریک طالبان پاکستان کی سیاست کس مسئلے پر مرکوز ہے؟
شیخ عبد الرحمن: تحریک طالبان پاکستان چونکہ ملکی سطح پر نمائندہ جہادی تنظیم و تحریک ہے، اس لیے اس کی سیاست جہاد کی تنظیم و تنسیق پر مرکوز ہوگی، مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ملکی صورتحال سے



تحریک طالبان پاکستان نے صرفِ نظر کیا ہوا ہے، تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین چونکہ عوام کے درمیان میں سے ہیں اس لیے انہیں ان تمام مسائل کا بخوبی علم وادراک ہے جن کی وجہ سے ملک انتشار کا شکار ہے، اور ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ تحریک طالبان پاکستان ان چیلنجو سے نمٹنے کے لیے کوشاں بھی ہے، مگر چونکہ ہمارے پاس افراد و کارکنان کی نسبتاً وسائل محدود ہیں اس لیے فی الحال اُس بلا کو ہٹانے میں مصروف ہیں جو وطنِ عزیز کو دیمک کی طرح اندر سے کھو کھلا کر رہا ہے۔

ٹیم مجلہ طالبان: امارت اسلامیہ افغانستان ہمارے قریبی ایک اسلامی ملک پر حاکم ہے، کیا اس کے کچھ مثبت اثرات ہیں؟

شیخ عبد الرحمن: یہ بدیہی بات ہے کہ پڑوس کے اثرات ہوتے ہیں، اگر پڑوسی اچھا ہو تو اثرات اچھے مرتّب ہوں گے، اور اگر پڑوسی برا ہو تو اثرات بھی برے ہوں گے، کہاوت ہے: "خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے"، چونکہ پاکستان کے پڑوس میں واقع افغانستان پر امارت اسلامیہ (جو مذہبی اور جہادی تحریک ہے) حاکم ہے اس لیے منطقی نتیجے کے طور پر پاکستان میں مذہبی وجہادی فضا بنے گی، مذہبی لوگ لازماً اپنے ملک کو پڑوسی ملک کی طرح اسلامی شکل میں دیکھنے کے لئے میدان میں نکلیں گے، اور زمینی حقائق بھی میری سوچ کی تائید کرتے ہیں کہ ہر روز تحریک طالبان پاکستان کے جہادی قافلے میں افراد کا اضافہ ہو رہا ہے، انفراداً بھی اور جماعتی شکل میں بھی۔ والحمد علی ذا لک۔

ٹیم مجلہ طالبان: پاکستان کے سیاستدانوں کو آپ کا کیا پیغام ہے؟

شیخ عبد الرحمن: کاش کہ "پاکستان کے سیاستدان" سیاست دان ہوتے اور سیاستدانوں کا کردار ادا کرتے، سیاست دان کا معنی ہے: ملکی انتظام کو سمجھنے والے، اگر یہ ملکی انتظام سمجھنے والے ہوتے تو یہ اپنا اختیار اُن لوگوں کے ہاتھ میں نہ چھوڑتے، جنہوں نے اپنی ایڑیاں زمین پر مار مار کر دماغ کا شوربہ بنالیا ہے اور جو ہر مسئلے کا حل گولیاں برسانے میں تلاش کرتے ہیں۔

"پاکستان
کے سیاستدان" اگر ملکی انتظام سمجھنے والے ہوتے تو کبھی بھی ملک کے اقتصادی، تعلیمی اور توانائی وغیرہ کے ادارے اُن لوگوں کے سپرد نہ کرتے جو اِن اداروں کے ابجد سے بھی واقف نہیں۔ "پاکستان کے سیاستدان" اگر سیاست دان ہوتے تو ان کی تاریخ میں یہ نہ لکھا جاتا کہ اپنے سیاسی حریف کو گرانے کے لیے اپنے نوکروں کی چاکری کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔

"پاکستان کے سیاستدان" اگر سیاست دان ہوتے تو۔۔۔

"پاکستان کے سیاستدان" کو میرا یہی پیغام ہے کہ سیاست دان بنیں، بوٹ پالش کرنے والے نہیں، تاکہ ملکی مسائل بحسن وخوبی حل ہوں، ملک میں امن وامان کی فضا بحال ہو، اور شہری سکھ کا سانس لے سکیں۔

اگر پکے کے ڈاکو کچے کے ڈاکوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو...؟

مولانا خالد قریشی



۹۰ء کی دہائی سے سندھ اور پنجاب کے درمیان بسے کچے کے علاقے کے ڈاکو دنیا کی ٹاپ فوج، ٹاپ انٹیلیجنس ایجنسی اور پنجاب پولیس جس پر پورا پاکستان 'فخر' کرتا ہے، سے نہیں سنبھالے جا رہے۔
حقیقت کہیں تو ایسا نہیں ہے کہ یہ سنبھالتے نہیں ہیں بلکہ یہ انہیں ختم کرنا نہیں چاہتے اور انہیں اپنے فائدے کیلئے استعمال کرتے ہیں اگرچہ اس درمیان یہ لوگوں کو لوٹیں اور قتل کریں۔

شیر علی خالطی بی بی سی پر نومبر ۲۰۲۱ء میں شائع کی گئی ایک رپورٹ میں لکھتے ہیں:
حکمراں جماعت پاکستان تحریک انصاف کے ایم این اے سردار ریاض محمود مزاری نے رابطہ کرنے پر بتایا کہ وہ اپنے علاقے میں امن و امان کی بحالی کے لیے کئی مرتبہ وزیر اعظم عمران خان، سابق ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹیننٹ جنرل فیض حمید، پنجاب کے آئی جیز اور محکمہ داخلہ پنجاب کے ایڈیشنل چیف سیکریٹری سے مل چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ 'جب بھی آپریشن ہوتا ہے گینگز فرار ہو جاتے ہیں اور جیسے ہی آپریشن ختم ہوتا ہے ڈاکو پھر واپس آ جاتے ہیں۔ حکومت اس مسئلے کا کوئی مستقل حل کیوں نہیں نکالتی؟ مٹھی بھر ڈاکو ریاست سے طاقتور نہیں ہو سکتے۔'
سردار ریاض محمود مزاری کے مطابق 'دریائی علاقے میں جانے کے لیے جدید کشتیوں کی مدد لی جا سکتی ہے۔ ڈرون ٹیکنالوجی بھی پاکستان میں آ چکی ہے۔ اب ڈاکوؤں کو پکڑنا آسان ہے۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کے پاس ڈاکوؤں کے موبائل نمبرز، ان کی لوکیشن اور گھر کا نقشہ تک موجود ہے پھر بھی ڈاکو گرفتار نہیں ہوتے۔'
محمد نعیم قریشی نوائے جون ۲۰۲۱ء میں نوائے وقت اخبار میں شائع کردہ کالم میں لکھتے ہیں:
اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سندھ میں ڈاکوؤں کی بادشاہت قائم ہے جنہوں نے وہاں کی غریب عوام کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور ان ڈاکوؤں کو بااثر شخصیات بشمول سیاستدانوں کی سرپرستی بھی حاصل ہے یعنی کچے کے ڈاکوؤں کی جان جن طوطوں میں ہے وہ پکے کے ڈاکو ہیں۔

اسی طرح نگراں وزیر داخلہ سندھ حارث نواز نے چند روز قبل کہا کہ کچے میں ڈاکو اور پکے میں ان کے سہولت کار موجود ہیں، جنہیں کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔
یہ سب تو ایک طرف، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے سوالات ہیں کہ...
آخر یہ ریاست قوم کو کس میدان میں اطمینان دے رہی ہے؟
اگر یہ ایک گاؤں کا صفایا نہیں کر سکتی تو اسے حکومت کہلانے کا حق کیونکر حاصل ہوا؟
اتنی بڑی مقدار میں ہلکے اور بھاری ہتھیار کس راستے ان تک پہنچے؟
یہ اسلحہ اور دیگر سامان فراہم کرنے میں کون ملوث ہے؟
اگر یہ اتنے ہی طاقتور ہے کہ ریاست اس کے سامنے بے بس ہے تو کسی طریقے سے انہیں علاقے کے آفیشلز تسلیم نہیں کر لیتے؟
اور اس کے علاوہ ہر وہ سوال جو عوام کے ذہن ہے۔

اب رواں سال پونے دو ارب روپے کا صرف اسلحہ خرید کر ان کیخلاف آپریشن کیا گیا مگر فائدہ ہیچ... اولاً تو یہ اسلحہ کی خریداری میں کرپشن ہوئی ہوگی پھر خریدے گئے اسلحے میں سے کچھ افسران نے اپنے پرائیوٹ بدمعاشوں کو دیدیا ہوگا اور پھر آپ کو معلوم ہی ہے کہ سندھ پولیس آپریشن میں کتنا تجربہ رکھتی ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ کچے کے ڈاکو اتنے طاقتور نہیں ہیں جتنا کہ پکے کے ڈاکوؤں نے انہیں حوصلہ دے رکھا ہے۔
چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ ریاست ایک روپیہ بھی نہ دے صرف راستے میں رکاوٹ نہ بنے اور تحریک طالبان پاکستان کو چار سے چھ ماہ کا وقت دے اللہ تعالیٰ کی مدد سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ یہ صرف کہی سنی باتیں نہیں ہیں بلکہ تحریک طالبان پاکستان اس کا تجربہ رکھتی ہے اور درہ آدم خیل کے مشہور ڈاکو "چرگ" مہمند ایجنسی کے مشہور ڈاکو "یوسف" اور شمالی وزیرستان کے مشہور ڈاکو حکیم خان کو ان کے گروپوں اور مکمل سیٹ اپ سمیت ختم کر کے اس نے دکھایا ہے۔



پچھلا شمارہ دیکھنے کے بعد میں سوچ رہا تھا کہ اگلے شمارے کیلئے کس موضوع پر مضمون لکھوں؟ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ عالمی میڈیا پر بھارت میں G-20 اجلاس کی خبریں دیکھیں، تو اسی موضوع پر لکھنے کا فیصلہ کیا۔

اجلاس G-20 کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں دنیا کے تمام اہم اقتصادی قوتوں کے طور پر جاننے جانے والے ممالک امریکہ، برطانیہ، فرانس، کینیڈا، یورپی یونین، آسٹریلیا، افریقی یونین کے سربراہان شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ "مسلم" ممالک مصر، سعودیہ، ترکی، متحدہ عرب امارات، بنگلہ دیش کے علاوہ دیگر علاقائی ممالک بھی شریک ہوئے۔

یہاں بین الاقوامی معاہدے ہو رہے ہیں، سننے میں آیا ہے کہ سی پیک سے بھی کئی گنا بڑا اقتصادی راہداری منصوبہ بن رہا ہے، جو بھارت سے شروع ہو کر عرب ممالک سے ہوتا ہوا یورپ تک جائے گا۔
عالمی میڈیا پر یہ خبریں زور شور سے چل رہی ہیں اور اس ساری صورتحال پر سوچ رہا ہوں کہ پاکستان کہاں کھڑا ہے؟۔ پاکستانی میڈیا پر اس خبر کی جھلک بھی نہیں دکھائی گئی، دکھاتے بھی کیسے؟ یہ پاکستانی حکمرانوں اور جرنیلوں کے منہ پر کالک مل دینے کے مترادف ہے کہ وہ بھارت جو پاکستان کے ساتھ آزاد ہوا آج کہاں کھڑا ہے اور ہم کہاں کھڑے ہیں؟۔

ایک اور عجیب منظر میڈیا پر دیکھا کہ آئی ایم ایف کی صدر بھارتی ایئرپورٹ پر روایتی ڈانس کرتی نظر آرہی ہیں، یاد رہے یہ وہی آئی ایم ایف ہے جو پاکستان پر مالکانہ حقوق رکھتا ہے۔ اسکی مرضی کے بغیر ہمارے حکمران ایک فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میں سوچ رہا ہوں، آپ بھی سوچیے!
یہ سب کیسے ہوا؟ کیوں ہوا؟ کس نے کیا؟۔

ذرا تو سوچیے کہ دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت دنیا کے بیس مضبوط معیشت والے ممالک میں شامل نہیں ہے۔ وہ ممالک جو پاکستان سے کئی کئی سال بعد آزاد ہوئے وہ بھی ترقی میں ہم سے آگے نکل گئے ہیں۔ ہم نے اگر کسی چیز کا اضافہ کیا ہے تو وہ صرف سودی قرض ہے، اب یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ یہ قرضہ کہاں گیا؟

جی ہاں! یہ حکمرانوں کی فضول خرچیوں پر صرف ہوا، ابھی میں پاکستان کی ناکامیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ یاد آیا کہ طالبان نے بڑے پیمانے پر منصوبہ بندی کے ساتھ چترال پر حملہ کر دیا ہے اور کئی پوسٹیں فتح کرنے کے ساتھ بڑی تعداد میں جنگی ساز و سامان بھی قبضے میں لے لیا ہے۔ تو یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ جب طالبان پاکستان کا کنٹرول سنبھالیں گے تو کیسا پاکستان ہو گا؟۔

ذرا سوچیے!
جب طالبان آئی ایم ایف کو دو ٹوک جواب دیں گے کہ حکمرانوں نے جو قرضہ لیا وہ کرپٹ حکمرانوں نے اپنی عیاشیوں پر خرچ کر دیا، اور پاکستانی غریب عوام سے یہ قرضہ لینا ناانصافی ہے۔ آئی ایم ایف بیرون ملک پاکستانی کرپٹ جرنیلوں اور سیاستدانوں کی جائیداد ضبط کر کے اپنا قرضہ وصول کرے، اس طرح پاکستان قرضوں سے پاک ہو جائے گا۔

سوچیے سوچیے! جب طالبان رشوت خور افسروں اور کرپٹ عہدہ داروں کو عوام کے سامنے چوراہوں پر کھڑا کریں گے تو کسی کی ہمت نہیں ہو گی کہ رشوت کا مطالبہ کرے۔
سوچیے! جب طالبان ملک میں پڑی لاکھوں ایکڑ غیر آباد زمین کو آسان شرائط پر غریب کسانوں کو دیں گے تو جہاں ایک طرف بیروزگاری ختم ہو گی، دوسری طرف ملک زراعت میں خود کفیل ہونے کے ساتھ برآمدات میں بھی اضافہ کرے گا۔ غیر ضروری درآمدات پر پابندی لگے گی تو مقامی صنعت کو فروغ ملے گا، مقامی صنعت پھولے گی تو خوشحالی آئے گی۔

سوچیے! معاشی حالات بہتر ہونے سے چوری ڈکیتیوں میں کمی آئے گی، اور سزاؤں کے ڈر کی وجہ سے جرائم نا ہونے کے برابر ہو جائیں گے۔ ذرا سوچیے کیا یہ سب ناممکن ہے؟؟؟!!!!
نہیں، یہ سب ممکن ہے، بس خود سوچیں کہ یہ کیسے ممکن ہے؟۔

ریاستِ پاکستان کا پرائی جنگ میں جانی خسارہ

مولانا ابو محمد آفریدی



ایک عاقل بالغ انسان جو بھی کام کرتا ہے تو کسی نہ کسی فائدے کی غرض سے کرتا ہے، جو شخص بلافائدہ لگا رہتا ہے اسے عرفِ عام میں پاگل اور مینٹل کہا جاتا ہے، ہمارے ملک کا برسرِ اقتدار طبقہ گزشتہ ۲۲ سال سے ایسے کام کیے جا رہے ہیں کہ جن کا کوئی فائدہ مجھے تو نہیں دکھائی دے رہا ہے، دنیوی بھی اور اُخروی بھی۔

مثلاً نائن الیون کے بعد امریکہ نے اپنے ساتھ دسیوں دیگر ممالک کو اکٹھا کر کے طالبان پر حملہ کیا، اور ۳۶ دن تک مسلسل بمباری کرنے کے بعد جب انہیں خوب اطمینان ہوا کہ اب زمین پر اترنے میں کوئی خطرہ نہیں تو افغانستان میں اپنے فوجیوں کو اتارا، طالبان نے چونکہ ایک حکمت عملی کے طور پر پسپائی اختیار کی تھی اس لیے کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے جابجا حملے شروع کر دیئے، اور اِن حملوں میں پاکستانی مجاہدین (جن کی بعد میں تحریک طالبان پاکستان کے نام سے شہرت ہوئی) نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، کیونکہ امریکہ کے خلاف دفاعی جہاد کا اعلان پاکستان کے ہر منبر و محراب سے ہو چکا تھا، مگر پاکستان پر قابض انگریز کی بنائی ہوئی پاک فوج نے جس طرح طالبان پر حملے کے لیے اپنے ایئرپورٹس اور فضائی حدود وقف کیے تھے اور ان کی لاجسٹک سپورٹ کی تھی، اسی طرح ایک بار پھر اپنے آقا کے لیے قربانی کے لیے تیار ہوئی، اور مجاہدین کے خلاف ”دہشت گردی“ کے خلاف جنگ کے نام پر ظالمانہ آپریشنز کا سلسلہ شروع کیا، عام آبادی پر جیٹ طیاروں سے بمباری اور توپ خانوں سے گولہ باری کرنے لگی، مجاہدین نے بار بار سمجھایا کہ ہماری لڑائی تم سے نہیں مگر اسے اپنے مغربی آقا کو ہمیشہ خوش دیکھنا اور اس سے شاباش وصول کرنا مقصود تھا، اس لیے اُس نے نہ مانا، جس کا نتیجہ آج ۲۲ سال بعد بھی ہر پاکستانی دیکھ رہا ہے۔ ملک بھر میں روزانہ کی بنیاد پر کئی حملے ہوتے ہیں جس میں اہلکار مارے جاتے ہیں، بعض زخمی ہوتے ہیں اور بعض ڈپریشن کا شکار ہو کر بالآخر مینٹل ہو جاتے ہیں۔

چند دن پہلے سلیم صافی صاحب کو لیفٹیننٹ کرنل ابوبکر بھٹو نے یادگارِ شہداء کے موقع پر بتایا کہ الیون کور (پشاور کور) کے ۵۲۸۰ فوجی پاکستانی طالبان کے ہاتھوں ہلاک ہوئے ہیں، یہ تعداد صرف ایک کور سے منسلک اُن فوجیوں کی ہے جو صرف صوبہ خیبر پختونخواہ میں ہلاک ہوئے ہیں، باقی ماندہ کورز کے ہلاک شدہ فوجیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے، اسی طرح دیگر سیکیورٹی اداروں کے ہلاک اہلکاروں کی تعداد فوج کی بنسبت اور بھی زیادہ ہوگی، کیونکہ فوج ہمیشہ فرنٹ لائن کے طور پر پولیس اور ایف سی وغیرہ کو استعمال کرتی رہی ہے، اسی طرح خفیہ اداروں کے اہلکار اور امن لشکر (امن کمیٹی) کے جو افراد طالبان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں وہ تو بہت زیادہ ہیں۔

اسی طرح طالبان کی اس جنگ میں جتنے افیسر مارے گئے ہیں وہ شاید انڈیا کے ساتھ ۱۹۶۵ء، ۱۹۷۱ء اور کارگل جنگ میں بھی نہ مرے ہوں، طالبان کی اس جنگ میں میجر جنرل تک کے آفیسر قتل ہوئے ہیں، رہے کرنل وغیرہ تو وہ تو گاجر مولی کی طرح کٹتے رہے ہیں، ایک ایک دن میں پچاس سے زائد فوجیوں کا مرنا کوئی معمولی بات نہیں، مگر پاکستان پر قابض یہ ٹولہ اسے برداشت کر رہا ہے۔

ایک عقلمند آدمی ضرور سوچے گا کہ پاکستان کی افواج ایسا کیوں کر رہی ہے؟اس سے ملک کو کیافائدہ پہنچ رہاہے؟وہ کونسا بڑا نقصان ہے جس سے افواجِ پاکستان خود کو بچانے کے لیے اپنے ہم وطنوں کا خون بہانے کے لیے بہانے ڈھونڈ رہی ہیں؟

قارئینِ کرام!خود ہی ان سوالوں کے جوابات تلاش کریں،اگر پاکستان کی فوج کی تاریخ پر سرسری نظر بھی دوڑائی جائے تو تمام سوالات کے جوابات مل جائیں گے۔ ان سوالات کے جوبات اگر اِن ظالموں سے مانگو گے تو انہوں نے تو ملمع سازی اور دھوکہ دہی میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے،وہ تو سارا گند مجاہدینِ اسلام کے سر ڈال دیں گے،کیونکہ باطل قوت ہمیشہ قتل وغارت گری،سفاکیت ودرندگی کا ننگاناچ کر کے دنیا کے سامنے خود کو معصوم بناکر پیش کرتی ہے۔ ہمیشہ معصوم انسانوں کا خون چوس کر اپنی تشنگی بجھاتی ہے،پاک دامن عورتوں کی عصمتوں کو تار تار کر کے اپنی خواہشوں کو پورا کرتی ہے،امن وآشتی،عدل وانصاف کے نام پر ظلم و ستم،جبر و تشدد کرتی ہے،قانون کے نام پر لاقانونیت کو رواج دیتی ہے۔

میں اربابِ اقتدار کو دل کی گہرائی سے اس طرف متوجہ کرنا ضروری سمجھتاہوں کہ جنہوں نے مرناتھاوہ تو مر گئے،چاہے وہ اسی ہزار تھے یا زیادہ،البتہ جو زندہ ہیں اور اختیاری یا غیر اختیار طور پر غیروں کے مفادات کے لیے شریعت چاہنے والوں کے خلاف برسرِپیکار ہیں، اب بھی ان کے لئے توبہ کادروازہ کھلاہے،اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے،بشرطیکہ اپنے کیے پر شرمندہوں،اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کاعزم دل میں ہو۔ دیکھیں دنیاکی زندگی مختصر زندگی ہے،اس کے لئے آخرت کی ابدی زندگی برباد کر کے کوئی عقلمندی نہیں،اس لئے توبہ تائب ہوکر خود پر اور ملک و وطن پر رحم کریں،تاکہ وطن عزیز امن

واماں بحال ہوکر خوشحالی آئے،ورنہ اللہ تعالیٰ کاعذاب جب آئے گا تو پھر بچنانا ممکن ہوگا۔

اللھم أرنا الحق حقاوارزقنااتباعہ

وأرنا الباطل باطلاوارزقنااجتنابہ

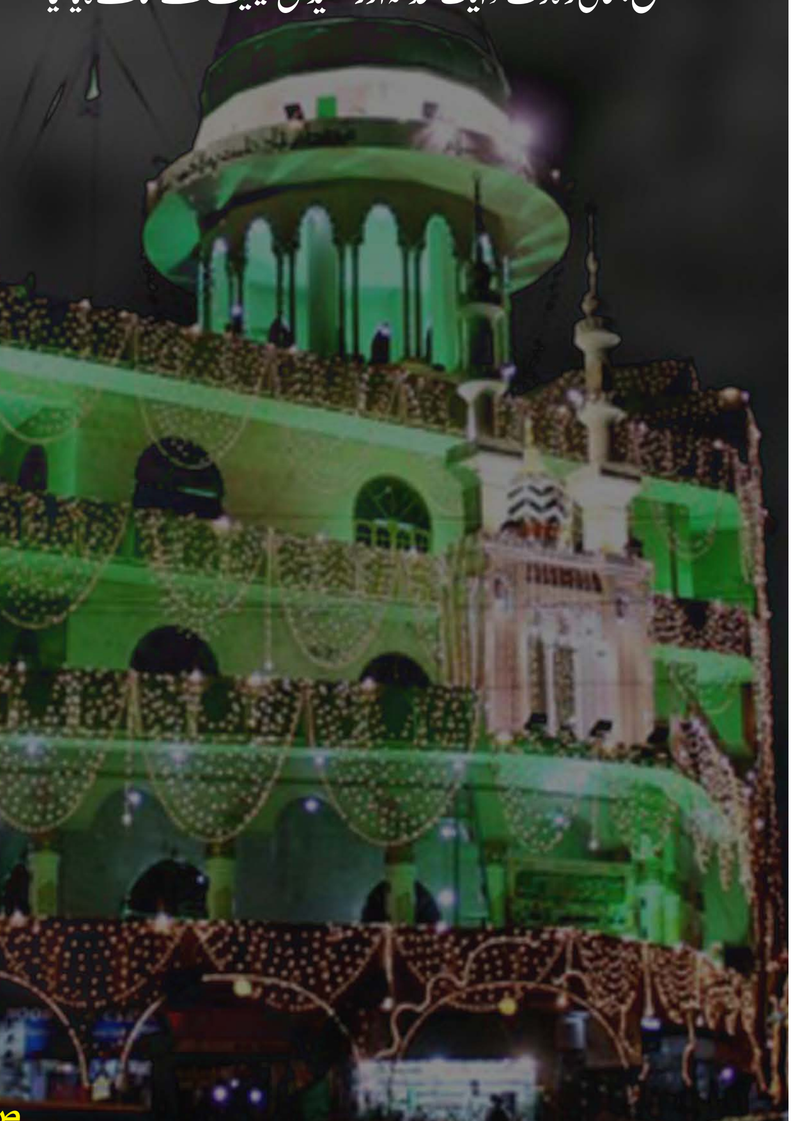
آمین

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت

ولادت جسمانی مقصود ہے یا ولادت روحانی؟

مفتی غفران حفظہ اللہ

زمانہ فترت (تقریبا پانچ سو سالہ دورانیہ) میں دنیا ہر سو ہر نوع کی ظلمتوں اور بعاوتوں کی تاریکیوں میں گھر چکی تھی، بالخصوص خطہ عرب جو وسط عالم ہے اس وقت تمام گمراہیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ دنیا عدل وانصاف کے تمام تقاضوں سے خالی اور ہر قسم کے ظلم وجبر سے لبریز ہو چکی تھی۔ اسوقت رب العالمین کی رحمت جوش میں آئی اور ام القری کے جگر سے تاریکیوں کے جھرمٹ میں سے ایک آفتاب نے عالم تاب کو چمکایا، جس کی مبارک روشنی کی بدولت رفتہ رفتہ شرک کے اڈے توحید کے مراکز اور نحوست کدے سعادت کی آماجگاہوں میں بدل گئے۔ سو حقیقی ولادت نبوی یا میلاد باسعادت وہ روحانی ولادت تھی جس کے لئے چالیس سال قبل جسمانی ولادت کو ایک مقدمہ اور تمہید کی حیثیت سے سامنے لایا گیا تھا۔ پس ولادت جسمانی میں آپ کا ظہور من حیث الانسانیت ہوا تھا، اور چالیس سال بعد ولادت روحانی میں آپ کا ظہور من حیث النبوت یا من حیث الشریعت ہوا۔



ولادت جسمانی کا راز:

ولادت جسمانی کے متعلق یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب مقصود شریعت کا ظہور اور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا شرعی اور روحانی وجود ہے تو کیوں ایسا نہ ہوا کہ آپ کو جبرائیل ومیکائیل کی طرح ملکوتی رنگ میں پیدا کر کے مکہ کی چھت پر نازل کر دیا جاتا؟ یا کم از کم آدم علیہ السلام کی طرح بلا ماں باپ اور یا عیسی علیہ السلام کی بلا باپ بطن مادر سے ظاہر کر دیا جاتا؟ تاکہ تمام نوع بشر اور مرسلین پر آپ کی فوقیت نمایاں ہوتی۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ یہ میلاد جسمانی تو بظاہر آپ کی اعلی حیثیت اور شان افضلیت کے خلاف ہے۔

حکیم الاسلام ؒ نے اس سوال کا جواب یوں عنایت فرمایا ہے:
سارے عالموں سے افضل وبرتر ہونا ہی اس کا باعث ہوا ہے کہ آپ کو میلاد جسمانی کا پابند کیا جائے، کیونکہ ادیان وشرائع کی تاریخ شاہد ہے کہ داعیان مذہب یا مقدسین اقوام میں سے جن جن انسانوں کے ساتھ الوہیت کا زعم باندھا گیا ہے وہ محض اس لئے کہ ادھر تو لوگ خدا کی کسی امتیازی صفت کے مظہر اتم اور نمونہ تھے اور ادھر ان کا وجود کسی غیر معمولی اور خارق عادت طریقہ پر دنیا میں ظاہر ہوا، جس سے ان کی خدائی رجسٹر ہو گئی،
چنانچہ حضرت عیسی، حضرت آدم، حضرت عزیر علیھم السلام کو ان کی اعجازی شان کی بناء پر خدا کا جز بتلایا گیا۔
پس اگر آپ کا وجود کسی خارق عادت طریقہ پر نمایاں کیا جاتا اور میلاد جسمانی کے طریقہ پر نہ ہوتا تو ممکن ہی نہیں بلکہ تقریبا ضروری الوقوع تھا کہ آپ

پر سب سے زیادہ الوہیت کا شبہ کیا جاتا۔ آپ کی قوم آپ کو بے تکلف اور بلا تو ریہ خدا پکارنے لگتی۔ اور آپ بلا شبہ مسجود و معبود خلائق تسلیم کیے جاتے،

بناء بریں آپ پر بشریت کے تمام عوارض کو عام بشروں کی طرح طاری کیا گیا تا کہ آپ پر خدائی کا شبہ نہ کیا جا سکے۔

ہاں یہ ممکن تھا کہ آپ کے غیر معمولی کمالات (اور معجزات) کو دیکھ کر کوئی آپ کی معبودیت کا قائل ہو جائے تو اس کی پیش بندی آپ نے خود اس طرح فرمادی کہ اپنے ہر ہر قول و عمل سے اپنی عبدیت اور خاکساری کا ثبوت دینا شروع فرمادیا۔

سب سے پہلے کلمہ توحید میں اپنی عبدیت کاملہ کا اقرار کرایا،

اشھد ان لاالہ الااللّٰہ واشھد ان محمداعبدہ ورسولہ

بعض صحابہؓ نے آپ کو "یاسید" کہہ کر خطاب کیا تو فرمایا:

"السید ھواللہ انی عبد اللہ ورسولہ"

کہیں امت کو خطاب فرمایا:

"لا تطرونی کما اطرت النصاری المسیح ابن مریم"

کہیں اپنی ایسی تفضیل سے بچایا جس سے دوسرے انبیاء کی تنقیص لازم آئے،

"لاتقولوااناخیرمن یونس بن متی"

کہیں فرمایا:

"لاتجعلواقبری وثنایعبد"

کہیں فرمایا:

"لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبورانبیاءھم مساجدا"

کہیں فرمایا:

"آکل کمایاکل العبد"

بہر حال یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ میلاد جسمانی کے ذریعہ آپ کا ظہور کرا کر آپ کی عبدیت اور مخلوقیت کاملہ پر مہر کی گئی ہے، تا کہ آپ بے تکلف دعوی فرما سکیں، کہ

انماانا بشرمثلکم یوحی الی انماالھکم الہ واحد

رہا مطلقاً ذکر میلاد جو اختراعی قیود و شروط سے مبرا ہو، اجر و ثواب سے خالی نہیں بلکہ ایک زبر دست فضیلت ہے۔ اور آپ کے میلاد کا ذکر تو بہت بڑی چیز ہے۔ ہمارے نزدیک تو آپ کی نعلین مبارک اور خاک پا کا ذکر بھی بڑے بڑے اجور و ثواب کے ذخیرے اپنے اندر رکھتا ہے۔

الحاصل آنحضرت ﷺ کے عالم میں دو ظہور ہوئے ہیں، ایک من حیث الانسانیت اسی ظہور کو میلاد جسمانی کہا جاتا ہے، ایک من حیث الرسالت اس ظہور کو ہم نے میلاد معنوی یا شرعی سے تعبیر کیا ہے، جو میلاد جسمانی کی غایت و غرض ہے۔

میلاد روحانی کا راز:

یہ بات پہلے واضح ہو چکی ہے کہ میلاد جسمانی ایک مقدمہ اور تمہید تھا، اصل مقصود میلاد روحانی اور معنوی ہے جس سے عالم کی تہذیب و اصلاح اور ربط خالق با مخلوق کی درستگی ہے، یہی وہ شرعی میلاد ہے جس سے مقصود شریعت اسلامیہ کی طرف علماو عملا جھک جانا ہے، جو آپ کی مخدومیت کا ذکر اور آپ کی مطاعیت کو تسلیم کرنا ہے۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ چیز میلاد جسمانی کے ذکر میں حاصل نہیں ہو سکتی، کیونکہ میلاد جسمانی میں آپ کا ظہور انسانی

حیثیت سے ہوا ہے اور کوئی نبی اپنی انسانی اور ذاتی حیثیت سے مطاع نہیں ہوتا بلکہ صرف نبوت و رسالت کی حیثیت سے واجب الاطاعت ہوتا ہے، محض ذاتی حیثیت سے جس کی اطاعت فرض ہے وہ صرف حق تعالی ہے۔ اسی لئے جب انسانوں کو قرآن نے دین کی اطاعت پر برانگیختہ کیا تو تین اطاعتیں ضروری قرار دیں مگر تین حیثیتوں سے، قرآن کریم میں تین اطاعتوں کا بیان اور حکیم الاسلام کا حکمت بھرا عبرت آمیز تفسیر، ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

اے مسلمانو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت اور اپنے

اولوالامر لوگوں کی اطاعت کرو"

بتلایا کہ جو ذات اقدس ذاتی حیثیت سے مطاع مطلق ہے وہ اللہ ہے، اس لئے اطیعوا کے بعد حق تعالی کا اسم ذات (اللہ) ذکر فرمایا ہے تا کہ اس کا بالذات مطاع ہونا واضح ہو جائے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے لئے آپ کا اسم ذات یعنی (محمد) نہیں ذکر کیا گیا اور وا طیعوا محمدا نہیں کہا گیا، یعنی اطاعت وصف رسالت کے اعتبار سے واجب ہے نہ کہ انسان ہونے کی حیثیت سے، اگر یہ وصف رسالت آپ کی ذات میں ودیعت نہ کیا جاتا تو آپ کی اطاعت بھی واجب نہ کی جاتی جیسا کہ قبل از بعثت آپ کی اطاعت واجب نہ تھی بلکہ بعد از بعثت بھی اگر آپ کوئی ذاتی رائے ارشاد فرمائیں تو وہ بھی قانون شرعی کی رو سے واجب الاطاعت نہیں جس کا فرق احادیث (مثلا "انتم اعلم باموردنیاکم" غزوہ بدر اور احزاب میں اس کی واضح مثالیں موجود ہیں، راقم) میں خود حضور ﷺ ہی نے واضح فرما دیا ہے۔

اسی طرح آگے اولوالامر (خواہ وہ علماء ربانی ہوں یا حکام عادل) کی اطاعت بھی ذاتی حیثیت سے واجب نہیں کی گئی بلکہ وصف اولوالامری کی حیثیت سے یعنی رسالت اور اوامر الہی کی نشرواشاعت کی حیثیت سے وہ واجب الاطاعت ہیں، اگر وہ اوامر الہی کی تبلیغ نہ کریں، محض ذاتی طور سے کچھ کہیں تو امت پر ہرگز واجب نہیں کہ انکی ذات کے سامنے گردن اطاعت جھکائے۔

بہر حال آیت کریمہ نے بتلایا کہ اللہ کے سوا کوئی ہستی مطاع بالذات نہیں بلکہ باوصف ہے۔ رسول وصف رسالت کے سبب سے، علماء وصف تبلیغ رسالت کے سبب سے اور حکام وصف تنفیذ احکام رسالت کے سبب سے مطاع عالم بنتے ہیں، اسلئے جناب رسول اللہ ﷺ رسول ہونے کی حیثیت سے واجب الاتباع ہیں نہ کہ انسان ہونے کی حیثیت سے ۔ اسی لئے اس جگہ اطیعوا کو دو جگہ لایا گیا یعنی اطیعو اللہ والرسول نہ کہا گیا تا کہ یہ تکرار لفظ دلالت کرے کہ وجہ اطاعت دونوں جگہ جدا جدا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعثت سے پہلے اگر کوئی شخص آپ کے احکام سے منہ موڑتا تو اس پر کفر و فسق عائد نہیں ہو سکتا تھا لیکن بعثت کے بعد جب کہ آپ کو منصب نبوت اور فرض تبلیغ کا حکم وصف رسالت کے بعد ہوتا ہے اور وصف رسالت ہی کی حیثیت سے آپ مطاع ہیں، اور ظاہر ہے

کہ اس وصف رسالت کا ظہور اسی نشاۃ ثانیہ یعنی میلاد معنوی یا میلاد بعثت سے ہوتا ہے،

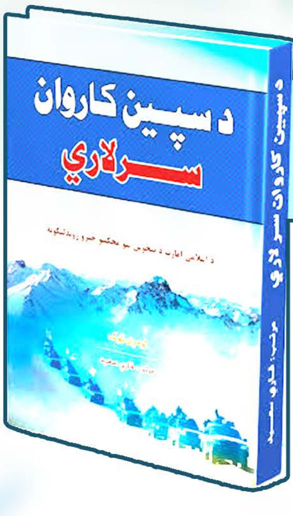
پس یہ میلاد ثانویہ ہی وہ وصف ہے جو آپ کو مخدوم و مطاع اور محبوب عالم ثابت کرتی ہے۔

پس اس میلاد کا ذکر تو آپ کے اتباع کا، آپ کے آوردہ احکام کا ذکر قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ میلاد ہی آپ کو مطاع اور صاحب احکام بناتی ہے، لیکن محض میلاد جسمانی کا ذکر آپ کے اتباع یا آپ کے احکام کا ذکر نہیں ہو سکتا، کیونکہ میلاد جسمانی آپ کو صرف ایک انسان ثابت کرتی ہے اور انسانی حیثیت سے آپ واجب الاطاعت ہی نہیں بلکہ صاحب احکام بھی نہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ ذکر میلاد جسمانی ایک صورت ہے اور یہ ذکر میلاد معنوی ایک روح اور حقیقت ہے، اور محض صورت پر قناعت کر لینا اگرچہ ثواب سے خالی نہ ہو لیکن ایک ایسا عمل ہے جس کے اندر کوئی شرعی روح نہیں ۔

(یہ اقتباس حکیم الاسلام مولانا قاری طیب مہتمم سابع دارالعلوم دیوبند (رحمہ اللہ تعالی) کی تفصیلی تحریر "میلاد النبی کی حقیقت" کا حاصل ہے، بندہ نے چیدہ چیدہ مقامات کا انتخاب کیا ہے بعض مقامات پر الفاظ میں تغیر و تبدیل کیا گیا ہے مگر مقصود مضمون کو جوں کے توں بیان کیا گیا ہے۔)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ



امارت اسلامیہ افغانستان کے سر کردہ رہنماؤں کی قسط (5)
سوانحِ حیات پر لکھی گئی پشتو کتاب "دسپین کاروان سرلاري" کا اردو ترجمہ "رہنمائے قافلۂ حق"

مترجم: شیخ ابو محمد حماد
فاضل دار العلوم کراچی

موصوف رحمہ اللہ نے امارت اسلامی کی حکمرانی کے دوران درج ذیل ذمہ داریاں اور فرائض سرانجام دیئے:

۱-طالبان نے جب گندہار شہر فتح کیا تو موصوف گندہار ہوائی اڈے کے مسئول مقرر ہوئے۔

۲-طالبان کے ہاتھوں گندہار ولایت فتح ہونے کے بعد گندہار میں فضائی افواج (ائیر فورس) اور فضائی دفاع کی مسئولیت ان کے حوالے ہوئی۔

۳- ۱۹۹۶ء کو دار الحکومت کابل کی فتح کے بعد انہیں وزیرِ فضائیہ وسیاحت مقرر کیا گیا۔

۴-مذکورہ وزارت کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین کے خصوصی ہدایت وحکم کی اساس پر انہیں دفاع وزارت سے مربوط فضائی دفاع کی عمومی قوماندانی کی مسئولیت بھی دی گئی۔

افغانستان کی وزارتِ فضائیہ وسیاحت کے میدان میں انہوں نے تعمیری اور عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جس کا مختصر تذکرہ ناگزیر ہے:

جب دار الحکومت کابل کو طالبان نے فتح کیا تو اُس وقت وزارتِ فضائیہ سے مربوط اثاثہ جات، املاک اور وسائل کو باہمی تنظیمی جگڑوں کے باعث کافی نقصان پہنچ چکا تھا، یہ وہ وقت تھا کہ امارت اسلامی کو سخت اقتصادی مشکلات اور عالمی پابندیوں کا سامنا تھا، لیکن منصور صاحب (رحمہ اللہ) نے ان کمزور اقتصادی حالات میں بھی سب سے پہلے کابل کا انٹرنیشنل ائیر پورٹ اور اس سے متعلقہ عمارتوں کی تعمیرِ نو کی، اور پھر "آریانا" ائیر لائن کی "رن وے" کو داخلی وخارجی اڑان کے لیے عالمی معیار پر تیار کیا۔ مذکورہ کارکردگی کے فوراً بعد گندہار، ہرات، ننگرہار، مزار شریف اور گندوز کے ائیر پورٹوں کو ہر قسم ملکی وفوجی طیاروں کے لیے جدید وسائل وآلات سے آراستہ کیا۔ اسی طرح انہوں نے افغانستان کے شب وروز داخلی پروازوں کے لیے سہولیات مہیا کیں، اور کئی سال تعطل کے بعد پہلی بار ہزاروں افغانی حاجیوں کے لئے افغان آریانا ائیر لائن کی وساطت سے راہِ حج ہموار کی۔

محترم ملا اختر محمد منصور (رحمہ اللہ) امارت اسلامی کے پورے دورِ اقتدار میں فضائیہ کے وزیر رہے، اور اپنی وزارت کے دوران انہوں نے افغانستان کی وزارتِ فضائیہ کے احیاء اور ترقی کی راہ میں بہت سی کوششیں کیں، ان میں سے بطورِ "مشت نمونہ از خروارے" تذکرہ کئے دیتے ہیں:

جناب منصور صاحب نے ملکی فضائی امور کی اچھی رہنمائی اور دیگر ممالک کے ٹرانزیٹ پروازوں کا افغانستان کے فضائی حدود سے گزرنے کی نگرانی کے لیے کئی ریڈار افغانستان کے بین الاقوامی مشہور اڈوں (کابل، گندہار، ننگرہار، مزار اور ہرات) پر نصب کئے، اور اُس وقت کئی ملین امریکی ڈالر زخارجی ممالک کے جہازوں سے راہ گزاری ٹیکس کے طور پر لے کر ملکی خزانے میں جمع کرتے رہے، اور اُن تنصیبات سے اب بھی افغانستان فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اُس وقت کے وزارتِ فضائیہ کی نشر کردہ رپورٹ کے مطابق منصور صاحب کی وزارت کے دوران تقریباً ۴۴ ٹرانسپورٹ اور جنگی طیارے (جو باہمی تنظیمی جگڑوں میں تخریب ہوئے تھے) ترمیم ہو کر ملکی فضائیہ کے حوالے ہوئے، جس کی اجمالاً وضاحت یوں ہے:

ٹرانسپورٹ طیارے: تین ۱۲ N، چار ۳۲ N، دو ۳۶ N۔

جنگی طیارے: آٹھ جیٹ میگ ۲۱، تین جیٹ سو ۴۲ M، پانچ جیٹ سو ۲۲۔

ہیلی کاپٹر: چھ می ۸، آٹھ می ۳۵، پانچ ۳۹ L۔

ان کے علاوہ ملکی ٹرانسپورٹ کا ایک روسی ساختہ طیارہ از نوع ۴۱، ایک طیارہ ۲۴ N، اور افغان ہوائی کمپنی "آریانا" نے بوئنگ امریکی طیارے باہر ممالک میں ترمیم کر کے قابلِ استفادہ بنائے، اسی طرح ۵ روسی ساختہ ٹرانسپورٹ طیارے اوپن مارکیٹ سے خرید کر افغانستان کی فضائیہ کے حوالہ کئے۔

ان بہت سے ترمیم شدہ اور خرید کردہ طیاروں کے ساتھ ساتھ اُس وقت افغانستان کے پاس بیسیوں جنگی اور ٹرانسپورٹ طیارے اور ہیلی کاپٹر تھے، جن کا طالبان کی فضائی طاقت میں کافی بڑا کردار تھا، اور ان کی فعالیت کا میدان گندوز اور بعض دور دراز علاقے تھے۔ اس فضائی قوت کا مقصد اُن مجاہدین کا اکمال ومدد تھا جو محاصر میں آجاتے یا طالبان کے

پیش قدمی کرنے والے مجاہدین کا اکمال تھا اور انہیں فضائی سپورٹ دیتا تھا۔

اسی طرح ملک کے بڑے شہروں کے درمیان اور بیرونِ ملک مسافر بردار طیاروں کے پرواز پر اُنہوں نے بڑی توجہ دے رکھی تھی، مگر امریکی حملے اور ائیرپورٹوں پر اُن کی شدید بمباری کے باعث وہ قومی اثاثے تباہ و برباد ہوئے۔

محترم ملا اختر محمد منصور امارت اسلامی کے اقتدار کے وقت جنرل مالک کی غداری کے نتیجے میں شمال میں چھ ماہ سے زائد عرصہ قید رہے، مگر اللہ کے فضل سے اُس وقت پھر چھوٹ گئے جب جنرل مالک اور جنرل دوستم دوبارہ ظاہر ہونے کے بعد فاریاب سے فرار ہوئے اور یوں قید خانوں سے قیدیوں کی رہائی کے لیے راہ ہموار ہوئی۔

امریکی حملے کے خلاف مسلح قیام:

۷/اکتوبر ۲۰۰۱ء کو افغانستان پر امریکی حملے کے بعد محترم منصور صاحب نے دشمن کے خلاف مسلح جہاد شروع کیا۔

امریکہ کے خلاف موصوف (رحمہ اللہ) کے جہاد کا یادگار مرحلہ گندہار ہوائی اڈے کے آس پاس امریکی بمباری کے مقابل اُن کی مقاومت اور امریکی کٹھ پتلی داخلی اسلحہ برداروں کے خلاف دوبدو کی لڑائیاں ہیں، جو طویل عرصہ تک جاری رہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کی قابل ہے کہ امریکیوں نے اپنے حملے اور بمباری کی ابتداء گندہار ہوائی اڈے پر سے کی، سب سے پہلے دشمن نے ہوائی اڈے میں نصب ''پیچور'' کے نام سے موسوم ہوائی دفاعی سسٹم کو تباہ کیا، اور بعد میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (رحمہ اللہ) کا گھر، گندہار ہوائی اڈے کا ریڈار، خطِ زغاست اور ہوائی اڈے کے مربوطات میں واقع شہید منصور صاحب (رحمہ اللہ) کا گھر اور بالخصوص ان کا رہائشی کمرہ نشانہ ہدف بنایا، لیکن چونکہ وہاں کوئی تھا نہیں اس لیے کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔

بعد میں جب بشمول دار الحکومت کابل کے بہت سی ولایات سے طالبان کو سقوط اختیار کرنا پڑا تب بھی گندہار ولایت میں ایک ماہ تک لڑائی جاری رہی، اُس وقت گل آغا شیرزئی کی سربراہی میں قائم امریکی کٹھ پتلی ملیشیا ارغسان کے پل کی طرف سے مسلسل حملے کرتی رہی، اور ساتھ میں امریکی بمباری بھی جاری رہی۔ منصور صاحب اور ان کے ساتھیوں نے آخری مرحلے تک مقابلہ کیا، اور مسلسل دشمن کی پیش قدمی کو روکے رکھا۔

اُس وقت کہ شدید امریکی بمباری جاری تھی اور جب تک امارت اسلامی کی قیادت گندہار شہر چھوڑنے کا فیصلہ کرتی منصور صاحب (رحمہ اللہ) مسلسل میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہے، اور دشمن کے خلاف لڑائی کو جاری رکھے ہوئے تھے۔ مولوی مطیع اللہ صاحب کہتے ہیں کہ اُس وقت انہیں امریکیوں اور گل آغا شیرزئی کی طرف سے کسی نے خط پہنچایا، جس میں لکھا تھا: ''اگر تسلیم ہو جاؤ، تمہیں امانِ جان ہے، ورنہ تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے، شکست سے دوچار ہو گے''۔ منصور صاحب (رحمہ اللہ) نے دشمن کے پیغام رساں سے کہا: ''جاکر اُن سے کہو کہ جتنا زور تم میں ہو اُسے بروئے کار لاؤ، میرے تسلیم ہونے کا سوچنا بھی نہیں، تم اپنی طاقت استعمال کرو اور میں اپنی''۔

مولوی مطیع اللہ صاحب کہتے ہیں کہ منصور صاحب نے گندہار کے دفاعی خط میں آخری گھڑی تک لڑنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ ایک ساتھی نے اُن سے کہا کہ ہمیں میدان سے جنگی ساز و سامان اور بھاری اسلحہ ریگ اور میوند کی طرف منتقل کر لینا چاہئے۔ تو انہوں نے فرمایا: جب تک ہم یہاں مصروفِ جنگ ہیں اُس وقت تک تمام اسلحہ ہمارے پاس رہے گا، تاکہ اِس سے ہم اپنی مقاومت جاری رکھ سکیں، کیونکہ اگر ہم نے یہاں سے ایک بار اُسے منتقل کیا تو پھر وہاں سے جنگ کے لئے واپس لانا مشکل ہو گا۔

ملا عزیز الرحمن صاحب بھی منصور صاحب کی ثابت قدمی کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: اُس سخت وقت میں کہ افغانستان کے بہت سے علاقے امارت اسلامی کے کنٹرول سے نکل چکے تھے، صرف گندہار شہر رہ گیا تھا اور سخت بمباری بھی جاری تھی، میں اُن کے ساتھ گاڑی میں گندہار کی طرف جا رہا تھا تو وہ ہم سے کہنے لگے: ''اگرچہ حالات سخت ہیں، مگر ہمیں چاہئے کہ ثابت قدم رہیں، یہ اللہ تعالی کی تقدیر ہے کہ آدمی کبھی بادشاہ ہوتا ہے مگر اللہ تعالی کی تقدیر سے وہ گدا گر بن جاتا ہے۔ یہ سب کچھ انسانوں کی آزمائش کے واسطے ہوتا ہے، اس لیے ہمیں چاہئے کہ پست ہمتی کا مظاہرہ نہ کریں اور دین کے ساتھ اپنے تعہد پر قائم رہیں''۔

جب امارت اسلامی کے مجاہدین نے گندہار شہر سے سقوط کا فیصلہ کیا تو منصور صاحب بھی بالکل آخری دن گندہار سے نکل کر میوند ولسوالی کے علاقے "بند تیمور" چلے گئے، اور امریکی قبضے کے خلاف از سرِ نو جہادی مقاومت کو دوام بخشا۔

محترم منصور صاحب کی جہادی زندگی میں امریکہ کے خلاف جاری جہاد کا مرحلہ سخت آزمائشوں اور چیلنجوں سے بھرا مرحلہ تھا، اُس وقت امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کی رکنیت سمیت گندہار ولایت کی جہادی مسئولیت بھی اُن کے حوالہ تھی۔

اُس وقت گندہار ولایت بھی افغانستان کے دیگر ولایات کی طرح امریکیوں کے خلاف جہاد کے لیے ایک تکڑے اور ماہر جہادی مسئول کی محتاج تھی، کیونکہ امریکی تمام جنوب مغربی زون کی سطح پر جنگی پلان اِسی ولایت سے کنٹرول کرتے، اور یہی وجہ تھی کہ ہلمند کے بعد پورے زون کی سطح پر گندہار ولایت میں جابجا سب سے زیادہ امریکی، کینیڈین اور دیگر مما لک کی قابض افواج تھیں، اور انہوں نے بگرام کے بعد سب سے بڑا مرکزی اڈہ بھی گندہار ولایت کے ہوائی اڈے میں قائم کر رکھا تھا۔

مگر منصور صاحب (رحمہ اللہ) نے اپنی جہادی بصیرت کے بل بوتے پر گندہار ولایت میں تمام تر موجود خارجی قابضین کے خلاف ایسے جہادی منصوبے بنائے کہ اُن کے مشہور فوجی جنرلز اور عسکری ماہرین اس کے توڑنے اور مقابلے سے عاجز رہے۔

۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۸ء میں گندہار ولایت کا مرکزی جیل مجاہدین کے ہاتھوں دو دفعہ حیران کن طریقہ سے ٹوٹا (جس کے نتیجے میں مجموعی طور ۱۵۰۰ سے زائد اسیر مجاہدین دشمن کی قید سے آزاد ہوئے) یہ دونوں واقعے منصور صاحب (رحمہ اللہ) کی مسئولیت کے زمانے میں ہوئے۔ اسی طرح گندہار شہر کے اطراف میں واقع جنوبی اور شمالی ولسوالیوں میں جہادی قیام اور دور دراز علاقوں کا دشمن کے کنٹرول سے نکلنا، گندہار شہر میں گوریلہ حملوں کو جاری رکھنے، دشمن کے مراکز پر بڑے بڑے استشہادی حملے کرنے اور اس طرح دیگر جہادی کارنامے شہید منصور صاحب (رحمہ اللہ) کی مسئولیت میں سرانجام پائے۔

امارت اسلامی کی نیابت:

جب ۲۰۰۷ء میں امارت اسلامی کے سابقہ معاون الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب حکومتِ پاکستان کی جانب سے قید ہوئے تو مرحوم عالیقدر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ نے ملا اختر محمد منصور صاحب کو امارت اسلامی کے معاون محترم ملا برادر اخند کے ساتھ دوسرے معاون کے طور پر مقرر کیا، اور منصور صاحب کو یہ ہدایت کی کہ گندہار انتہائی اہم ہے، اس ولایت کی سربراہی کے ساتھ ساتھ تمہیں یہ مسئولیت بھی ادا کرنی ہوگی۔

۲۰۱۰ء کو امارت اسلامی کے معاون الحاج ملا عبید اللہ اخند صاحب افواجِ پاکستان کی قید میں شہید ہوئے، اور دوسرے معاون ملا عبد الغنی برادر صاحب بھی امریکی و پاکستانی مشترکہ افواج کی طرف سے پاکستان میں گرفتار ہوئے، امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (رحمہ اللہ) نے محترم منصور صاحب (رحمہ اللہ) کو امارت اسلامی کا معاون (نائب امیر المؤمنین) اور امارت اسلامی کے تمام امور کا عمومی مسئول مقرر کیا۔

یہ وہ وقت تھا کہ امریکی صدر بارک اوباما کی طرف سے افغانستان کو مزید تیس ہزار فوجی بھیجے گئے تھے، اور افغانستان میں جہادی مقاومت بڑے چیلنجوں کا سامنا کر رہی تھی، کیونکہ کئی لاکھ داخلی افواج کے ساتھ قابض افواج کی ایک لاکھ سے زائد تعداد افواج جدید ترین ہتھیاروں سے لیس، طالبان مجاہدین کے خلاف ملک کے کونے کونے میں برسرپیکار تھیں۔

ایک طرف نہایت حساس اور مخدوش سیکیورٹی حالات کی وجہ سے مجاہدین کی عسکری قیادت کے لیے امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کا بر سرِ عام آنا ناممکن تھا اور دوسری طرف جہادی قیام میں عسکری اور اداراتی قیادت کی خلا کی وجہ دشمن کا پلڑا بھاری ہو رہا تھا، مجاہدین کے خلاف فوجی و عسکری کارروائیوں کے ساتھ ساتھ سیاسی اور پروپیگنڈا مہم بھی زوروں پر تھا، محاذِ جنگ میں مصروف مجاہدین کے بہت سے جہادی کارکنان کی شہادت روز کا معمول بن گیا تھا، اور بہت سے مجاہدین، مسئولین اور قائدین گرفتار بھی تھے، ایسے حساس وقت میں امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی طرف سے صلیبی حملہ آوروں کے مقابلے میں مجاہدین کو سنبھالنے کی مسئولیت کا بوجھِ گراں محترم منصور صاحب کی گردن پر ڈالا گیا، محترم منصور صاحب نے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور رہبری شوریٰ کے تعاون سے مقاومت کے انتہائی حساس وقت میں عملاً ثابت کیا

کہ مجاہدین کی رہبری یوں کی جاتی ہے، چنانچہ مجاہدین کو کسی موقع پر قیادت کے عملی طور پر فقدان کا احساس نہ ہونے دیا۔

یہی وجہ تھی کہ ۲۰۱۰ء افغانستان میں صلیبی افواج کے لیے (ان کے اپنے اعتراف کے مطابق) سب سے خونریز سال ثابت ہوا، اور مجاہدین نے دیگر ہر وقت کے مقابلہ میں انتہائی مؤثر اور کاری ضربوں کے نتیجے میں دشمن کے (اپنے اعتراف کے مطابق) ۷۰۷ خارجی حملہ آور افواج کو قتل کیا۔ (جبکہ داخلی کرایہ کے فوجیوں کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ تھی۔ از مترجم)

یہی راز تھا کہ طالبان مجاہدین منصور صاحب کی قیادت میں دشمن سے بہت سے وسیع علاقے کو آزاد کرانے میں کامیاب ہوئے، اور یوں ایک منظم اسلامی نظام ان علاقوں میں نافذ ہوا۔

امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (رحمہ اللہ) کی وفات کے بعد:

۱۳۹۲ ہجری شمسی سال کے ماہ ثور کی چوتھی تاریخ کو جب امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (رحمہ اللہ) کی وفات ہوئی تو امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کے کئی ارکان، جید علمائے کرام، پچھلے دو دہائیوں سے ملا محمد عمر مجاہد کے خصوصی قاصد اور موصوف کے دائمی ساتھیوں (جو ملا صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ وفات تک رہے) منصور صاحب کو امارت اسلامی کے امیر کی حیثیت سے تسلیم کرکے اُن سے بیعت کی۔

۲۰۱۳ء (جو صلیبی قابضین اور اُن کے مدِمقابل مجاہدین کے درمیان مقابلے کا آخری سال سمجھا جاتا ہے) کو امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کے اہم ارکان اور ایک بڑی تعداد شیوخ و علماء کرام نے یہ فیصلہ کیا کہ ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر کو چھپایا جائے، کیونکہ اُس وقت امریکی سربراہی میں صلیبی حملہ آور اپنی زور آزمائی کے آخری مرحلے میں داخل ہو چکے تھے اور ساتھ میں یہ اعلان بھی کر رکھا تھا کہ ۲۰۱۴ء کو حملہ آور افواج نکل جائیں گی۔ چونکہ یہ میعاد بھی قریب تھا اسی وجہ سے مذکورہ بالا راہنماؤں کی باہمی موافقت سے یہی طے ہوا کہ اِن محدود لوگوں کے علاوہ کسی اور کو امیر المؤمنین ملا محمد عمر

مجاہد رحمہ اللہ کی وفات کی خبر نہ دی جائے۔

یہی وجہ تھی کہ یہ اہم راز (کرامتاً) خارقِ عادت طور پر جہادی مصلحت کی اساس پر ۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء تک مخفی رکھا گیا۔

امارت اسلامی کے منتخب امیر کی حیثیت سے:

جب ۱۴ شوال ۱۴۳۶ھ (بمطابق ۳۰ جولائی ۲۰۱۵ء) کو امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کی طرف سے مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (رحمہ اللہ) کی وفات کی خبر کا رسمی طور پر اعلان ہوا تو منصور صاحب نے مجاہدین کے مزید اطمینان کی خاطر رہبری شوریٰ کے ارکان اور علماء کرام کو یہ اختیار دیا کہ آپ لوگ جسے نیا امیر مقرر کریں گے میں اس پر راضی ہوں۔

چنانچہ امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کے اراکین، مشائخ عظام اور بڑی تعداد معتبر علماء کرام کی موجودگی میں ایک اجتماع ہوا، جسے اہل الحل والعقد کی حیثیت حاصل تھی، طویل بحث و مباحثہ اور مصالح و مفاسد کو دیکھتے ہوئے باہمی مشورے سے محترم منصور صاحب کی موجودگی کے بغیر منصور صاحب کو امارت اسلامی کا نیا امیر مقرر کیا گیا۔

امارت اسلامی کے امیر کی حیثیت سے محترم ملا اختر محمد منصور کی تقرری کے ساتھ امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کے اراکین، امارت اسلامی کے تمام کمیشنوں کے سربراہان، قضاء و محاکم کے عمومی مسئولین و قُضاۃ، عسکری کمانڈرز اور افغانستان کی ۳۴ ولایات کے جہادی مسئولین، نظامی کمیشنوں کے سربراہان، ملک کے علمی، قومی، جہادی اور سیاسی شخصیات اور امارت اسلامی کے تمام مسلح مجاہدین نے بیک آواز امارت اسلامی کے نئے امیر ملا اختر محمد منصور صاحب کے ہاتھ پر بیعت کا اعلان کیا۔ ان تمام عسکری و قومی شخصیات نے اپنی بیعتیں صوتی/تحریری طور پر افغانستان کی امارت اسلامی کے نشریاتی ادارے کو بھیج دیئے، جو بعد میں امارت اسلامی کی مرکزی ویب سائٹ ''الإمارة ویب سائٹ'' پر شائع ہوئیں۔

نئے امیر کی تقرری شریعت کی نگاہ سے:

علماء کرام اور اسلامی سیاست کے ماہرین اسلام میں سربراہ کے انتخاب کے لیے سب سے بہتر اور افضل طریقہ اِس کو سمجھتے ہیں کہ شوریٰ یا اہل الحل والعقد کی طرف سے سربراہ کی تقرری عمل میں آئے۔

اہل الحل والعقد کا اطلاق اُس جماعت پر ہوتا ہے جو علم، تجربہ اور عقلمندی کے حامل افراد پر مشتمل ہو اور عملاً اُس پر ایک شوریٰ کا اطلاق ہو سکتا ہو۔ خلفائے راشدین کی تقرری کے مختلف طُرق سے عمومی استنباط کے

ساتھ شوریٰ کے ذریعے سربراہ مقرر کرنے کے تین مراحل معلوم ہوتے ہیں، جس میں سے پہلا مرحلہ ترشیح کا ہے، دوسرا مرحلہ انتخاب کا ہے، اور تیسرا مرحلہ بیعت کا ہے۔

ترشیح یا سربراہی کے لیے نامزدگی خود اُس شخص کی طرف سے نہ ہوگی جسے سربراہ مقرر کیا جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اِناواللہ !لانولی ہذا العمل أحداً سألہ، أو أحداً أحرص علیہ۔ (متفق علیہ) (أخرجہ البخاری ۷۱۴۹، ومسلم ۱۷۳۳)

ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم اُس شخص کو سربراہ مقرر نہیں کرتے جو اس کا مطالبہ کرے یا اس کی حرص رکھے۔

اس لیے ترشیح دوسرے لوگوں کی طرف سے ہوگی، چاہے وہ ترشیح کرنے والا ایک شخص کیوں نہ ہو؟ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر سربراہی کے لیے آگے کیا، اور پھر دیگر صحابہ کرام نے اُسے بطورِ امام منتخب کیا یا ترشیح بہت سے لوگوں کی طرف سے ہو جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے چند صحابہ کرام کو خلافت کے لیے نامزد کیا، اور اُن میں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین مقرر کیا گیا۔

ملا اختر محمد منصور صاحب نے خود کو امارت کے لیے نامزد نہیں کیا، بلکہ موصوف کو پہلے اجتماع میں بھی شوریٰ کی طرف سے صرف سربراہی کے لیے نامزد کیا گیا، اور دوسرے اجتماع میں ملا منصور صاحب نے صراحتاً کہا کہ مجھے امارت نہیں چاہئے، میں بحیثیت مأمور خدمت کرنا چاہتا ہوں۔

مگر شوریٰ میں طویل بحث و مباحثہ کے بعد شوریٰ کی طرف سے (جس میں علماء کرام، شیوخ عظام اور امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کے اراکین شامل تھے، جن میں ہر ایک علم اور جہادی تجربے کے مالک تھا) منصور صاحب کو امیر مقرر کیا گیا، اور سب سے پہلے شوریٰ کے اراکین نے اُن سے بیعت کی، اُن کے بعد دیگر مسئولین اور عام مجاہدین و مؤمنین نے اُن سے بیعت کی۔

اسی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ موصوف کا انتخاب مکمل شرعی طریقہ سے عمل میں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے طول و عرض سے لاکھوں انسانوں کے علاوہ سینکڑوں حاملینِ قرآن و حدیث نے اُن کی امارت تسلیم کی، اُن کی امارت کو شرعی گردانہ اور ان سے بیعت کی۔

منصور صاحب کی شخصیت سے متعلق:

امارت اسلامی افغانستان کے دوسرے امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور (رحمہ اللہ) امارت اسلامی کے بنیادی اراکین میں سے ایک مدبر اور مؤثر شخصیت سمجھے جاتے تھے، موصوف (رحمہ اللہ) کو اللہ تعالی کی طرف سے قیادت و رہبری کے خصوصی اوصاف سے نوازا گیا تھا۔ تقویٰ، اخلاص، جہادی بصیرت، سیاسی درایت اور نظم و ضبط کو قائم رکھنے کے لیے اداراتی انتظام اور جرأت ان کے امتیازات میں سے تھا۔

شہید ملا اختر محمد منصور صاحب امارت اسلامی کے متعلقہ امور کی نگرانی اور تنفیذ میں ہمیشہ اپنے جہادی رہنماء ملا محمد مجاہد (رحمہ اللہ) کے نقش قدم پر چلتے، جہادی اہداف کا تحقق، وطن کی آزادی اور شرعی نظام کا قیام اُن کے جہاد کا اساسی ہدف تھا، ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ کی اساس پر تمام اُمور میں ساتھیوں کے مشوروں کو غور سے سنتے، اہلِ کار افراد کو مسئولیت دینا اور مسئولیت سپرد کرنے کے بعد اُن پر پورا اعتماد کرنا، مسئولین کو ہمیشہ عوام کے ساتھ رحم اور غمخواری کی وصیت کرنا موصوف (رحمہ اللہ) کا امتیاز تھا۔

اس بات کی طرف وہ ہر وقت توجہ دلاتے کہ امارت اسلامی تمام افغانوں کا مشترکہ گھر ہے، اس لیے ہر ایک کو اپنی مسئولیت کی ادائیگی کا احساس ہونا چاہئے۔

شہید منصور صاحب کی شخصیت سے متعلق اُن کے قریبی ساتھی کہتے ہیں کہ موصوف متواضع، مخلص اور جرأتمند آدمی تھے۔ بیت المال کے ساتھ اُن معاملہ انتہائی احتیاط پر مبنی تھا، انہیں سادہ زندگی گزارنا پسند تھی۔ موصوف کے دوست ملا عبد الباقی اخند صاحب کہتے ہیں کہ امارت اسلامی کے اقتدار کے دور میں جب منصور صاحب وزیر تھے میں نے انہیں کئی بار دیکھا کہ مختلف ولایات کو جب سفر کرتے تو پبلک ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں میں سفر کرتے۔ موصوف کہتے ہیں کہ بیس سالہ دوستی کے زمانے میں اسے منصور صاحب کی کوئی تلخ بات یاد نہیں، وہ ہمیشہ اپنے ماتحت افراد کے ساتھ ساتھی جیسا معاملہ کرتے۔

حاجی آغا جان (جو منصور صاحب کے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ منصور صاحب انتہائی متوکل آدمی تھے، اور باوجود اِس کے کہ بہت

سے خطرات اسے لاحق تھے ہر وقت اُن تک ساتھیوں کی رسائی حاصل تھی، اُن کے معاون وامیر ہونے کے زمانے میں صرف دو دن ایسے آئے ہیں کہ جن میں اُن کا مجاہدین کے ساتھ رابطہ منقطع ہوا، اور احتیاطاً خود کو مخفی رکھا ہے، ورنہ ہمیشہ مخصوص رابطہ کاروں کے توسط سے مجاہدین کا اُن سے رابطہ ہو سکتا تھا، اور اُن کے توسط سے ہمیشہ لازم ہدایات کا سلسلہ جاری رہتا۔

حاجی آغاجان صاحب منصور صاحب کی قناعت اور دنیاوی وسائل (گاڑی، ہوس وغیرہ) کے ساتھ عدم تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: منصور صاحب نے کبھی بھی اچھی گاڑی یا سہولت والی زندگی کی ہوس نہیں کی، ہمیشہ عام معمولی زندگی بسر کرتے، میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ اُن کی گاڑی انتہائی خستہ تھی، میں نے اُن سے کہا کہ یہ گاڑی بہت پرانی ہے، ایک نئی گاڑی آپ کے لیے خرید تا ہوں؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: عام معمول کی زندگی گزارنے سے میرا ہدف امارت اسلامی کے لائحہ کے اُس مادے پر عمل کرنا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مجاہدین عام لوگوں کی طرح زندگی بسر کریں۔ اگر میں اس پر عمل کروں تو دیگر مجاہدین بھی اس پر عمل کرنے عادی بنیں گے، اور اگر خدانخواستہ میں اس پر عمل کرنا چھوڑ دوں اور ممتاز زندگی گزارنے لگوں تو دیگر مجاہدین بدرجہ اَولیٰ ممتاز زندگی کی ہوس کریں گے۔

شہید منصور صاحب کے بیٹے ملا فتح اللہ صاحب کہتے ہیں کہ منصور صاحب مجھے ہمیشہ علم اور استعداد بڑھانے کی تاکید کرتے، اور کہتے کہ اچھی اور بہترین خدمت کے لیے اوّلاً اچھی استعداد ضروری ہے، اور ہر دینی خدمت کے لیے علم سیکھنا شرط قرار دیا گیا ہے۔ ملا فتح اللہ صاحب کہتے ہیں کہ منصور صاحب شہادت سے ڈیڑھ ماہ قبل مجھ سے کہنے لگے کہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پاک اور مخلصانہ شہادت ہے۔

منصور صاحب فکری اور مذہبی لحاظ سے:

محترم ملا اختر محمد منصور مذہبی لحاظ سے اہل سنت والجماعت کا پیروکار اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کا مقلد تھا۔ وقت اور زمانے کے سیاسی امور کی نزاکت سے بخوبی واقف تھے۔

موصوف کے ساتھ ملاقات کے وقت ہر کسی کو پتہ چل جاتا کہ وہ کس قدر سنجیدہ، باوقار اور صاحبِ متانت ہے۔ سادگی اور بے تکلفی ان کی زندگی کے خصوصی امتیازات تھے۔

ان کو رسول اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کی سیرت کے مطالعہ سے خصوصی دلچسپی تھی۔

تمام تر جہادی اور اداراتی مصروفیت کے باوجود ہمیشہ ذرائع ابلاغ پر گہری نظر رکھتے، جہادی کالم نگاروں، مضمون نویسوں اور امارت کے نشریاتی ادارے میں کام کرنے والوں کو نشریاتی سرگرمیوں کے حوالے سے خصوصی مشورے اور احکام صادر فرماتے۔

منصور صاحب کی ایک اہم خصوصیت:

امارت اسلامی کے زعیم کی حیثیت سے شہید منصور صاحب ہمیشہ مختلف امور کی طرف ہمہ تن متوجہ رہتے، موصوف ہمیشہ ذرائعِ ابلاغ اور مطبوعات کی چھان بین کرتے، تاکہ ملک میں پیش آنے والے واقعات سے خود کو باخبر رکھے، یہی وجہ تھی کہ انہوں نے ایک ساتھی کی ذمہ داری لگا رکھی تھی کہ عالمی دنیا کے مختلف زبانوں کی مطبوعات پر نظر رکھے اور اُن خبروں اور تبصروں کا خلاصہ اس کے ساتھ شریک کریں جن کا کسی لحاظ سے افغانستان کے موضوع سے تعلق ہو۔

موصوف کے ایک قریبی ساتھی حاجی آغاجان صاحب کا کہنا ہے کہ منصور صاحب ہر حالت میں خود کو تمام صورت حال سے باخبر رکھتے، حتیٰ کہ ایک دفعہ دن رات رہبری شوریٰ کی مجلس میں تھے، جب مجلس سے فارغ ہوئے تو سونے کی بجائے مجھے حکم دیا کہ ویب سائٹ کھول لو تاکہ پتہ چلے کہ کیا چل رہا ہے؟

حاجی آغاجان کہتے ہیں کہ منصور صاحب کو جو خبر ملتی تو فوراً اپنے رابطہ کاروں کے ذریعے اُس کی حقیقت معلوم کرتے اور اپنی معلومات کو ادھورا نہیں چھوڑتے، مثلاً اگر کہیں دھماکہ میں عوامی نقصان ہوتا یا کسی جگہ مجاہدین کی شکایت ذرائعِ ابلاغ میں آتی یا مجاہدین کے حوالے سے کوئی ویڈیو یا خبر شائع ہوتی تو فوراً مسئول جوانب سے تحقیقات کرتے، اور مسئولین کو امر کرتے کہ مجرمین کے ساتھ اصول و قانون کے مطابق معاملہ کیا جائے، چنانچہ اُن کے امر کے موافق بہت سے مجرمین غیر مسلح، قید، یا قضاء کے سپرد کئے جا چکے ہیں۔

شہادت سے پہلے:

شہادت سے پہلے منصور صاحب ہلمند اور نیمروز کے درمیان ایک دیہات میں اپنے چند خاص ساتھیوں کے ہمراہ رہ رہے تھے، ملا آغا جان صاحب (جو اس مرحلے میں کچھ وقت کے لیے شہید منصور صاحب کے ساتھ رہ چکے ہیں) کہتے ہیں کہ یہ میری زندگی کے سب سے یادگار لمحات تھے، کیونکہ امارت اسلامی کے امیر اپنے وطن کے پسماندہ گاؤں میں ایسی سادہ زندگی گزار رہے تھے جیسے محاذِ جنگ کا کوئی مجاہد۔

مذکورہ علاقے میں موصوف آٹھ مجاہدین کے ہمراہ رہ رہے تھے، اور عام مجاہدین کی طرح مسلح اِدھر اُدھر گھومتے پھرتے تھے، اور علاقے کے مجاہدین اور عوام کے یہاں خود کو مقامی دلگی مشر (سرگروپ) کے ساتھیوں کے طور پر پہچان کرا رکھی تھی، تاکہ اُن کی جائے رہائش افشاء نہ ہو، اور بوقتِ ضرورت آس پاس علاقوں کی طرف بھی اُن کا آنا جانا رہتا۔

اس مرحلہ میں منصور صاحب نے احتیاطاً مجاہدین سے ملاقاتوں کا سلسلہ بند کیا تھا، بلکہ خصوصی رابطہ کاروں کے ذریعے مجاہدین کو احکامات صادر فرماتے، یہی راز تھا کہ اگر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کسی ایسے علاقے چلے جاتے جہاں انٹرنیٹ کی سہولت ہوتی تو پھر ای میل اور واٹساپ کے ذریعے مسئولین کے ساتھ رابطہ کرتے، اور اُن کے فرائضِ منصبی کے بارے میں اُن سے بات چیت کرتے۔ اس رہائش گاہ میں جہادی اور یومیہ معمولات کے علاوہ موصوف بسا اوقات مطالعہ کرتے، یا ساتھیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر جہاد اور عوام کے حالات سے خود کو باخبر رکھتے۔

شہید امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور صاحب اپنے وطن کی سرزمین اور جہادی حاکمیت کے علاقے میں زندگی بسر کرتے، انہوں نے اس میں تمام خطرات کو قبول کر رکھا تھا، مگر پھر بھی غلام ذرائع ابلاغ اُن کے خلاف پروپیگنڈا کرتے کہ وہ ایران یا پاکستان میں رہتے ہیں، حالانکہ یہ بیجا تہمت سے بڑھ کر کچھ نہ تھا۔ موصوف نے شہادت سے پہلے تک بالکل اپنے سلف مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کی طرح افغانستان کے پسماندہ علاقوں اور محاذِ جنگ کی زندگی اپنے لیے اختیار کر رکھی تھی۔

شہادت:

بالآخر راہِ حق کا یہ مخلص اور فدائی مجاہد کہ امارت اسلامی کے سربراہ کی حیثیت سے اُن کی تقرری کا ایک سال بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ امریکی ڈرون حملے میں شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، چنانچہ موصوف کی شہادت اور نئے امیر کی تقرری کا اعلان امارت اسلامی کی طرف سے درج ذیل اعلامیہ میں یوں ہوا:

امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور کی شہادت

اور نئے امیر کی تقرری سے متعلق امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ کا اعلامیہ

الحمد للّٰہ الذی بیدہ ملکوت کل شيء والیه ترجعون، وإذا قضى أمرًا فإنما يقول له كن فيكون، وله الحمد فى السموات والأرض وعشيا وحين تظهرون، يخرج الحى من الميت ويخرج الميت من الحى ويحيى الارض بعد موتها وكذلك تخرجون، ونشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا محمدًا عبده ورسوله الامين المأمون والجوهر المكنون، اللهم صل وسلم على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه الذين هم فيما عند اللّٰه راغبون، وبعد:

قال اللّٰه تبارك و تعالى: [مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۝ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَه ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۱۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ط فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۱۲ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۱۳] (سورة التغابن)

ترجمہ: بدونِ حکم اللہ کے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی، اور جو کوئی اللہ پر یقین لائے وہ اس کے دل کو رہ بتلائے، اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو، پھر اگر تم منہ موڑو تو ہمارے رسول کا تو یہی کام ہے پہنچا دینا کھول کر، اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں، اور ایمان والوں کو چاہئے کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔

رضينا باللّٰه ربًّا، وبالإسلام دينًا، وبمحمد نبيًّا ورسولًا.

امارت اسلامی افغانستان رضا بر قضائے الٰہی اور قوتِ ایمانی کے ساتھ اعلان کرتی ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کے زعیم امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور (تقبلہ اللہ) ۱۴/شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ ق (بمطابق یکم جوزا ۱۳۹۵ھ ش) ہفتہ کے دن گندھار کے ریگستان اور بلوچستان نوشکی کے

سرحدی علاقے میں امریکی طاغوت کے ڈرون طیارے کے حملے میں شہادت کے اعلیٰ مقام کو پہنچے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔

امارت اسلامی افغانستان کی رہبری شوریٰ امارت اسلامی کے تمام منسوبین، مجاہدین، مجاہد افغان عوام، امت مسلمہ اور بالخصوص شہید امیر المؤمنین (تقبلہ اللہ) کے غمزدہ گھرانے کو تسلی دیتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دربارِ میں شہید امیر المؤمنین (تقبلہ اللہ) کی شہادت کی قبولیت، دیدارِ الٰہی اور جنت الفردوس کی درخواست کرتی ہے، اللہ تعالیٰ شہید منصور صاحب صاحب پر رحم فرمائے، اور موصوف رحمہ اللہ کے گھرانے، رشتہ داروں، مجاہدین اور امارت اسلامی کو اس بڑی مصیبت میں صبر جمیل، اجر عظیم اور نعم البدل سے نوازے، آمین یارب العالمین۔

مسلمان بھائیو! تاریخ گواہ ہے کہ امتِ مسلمہ کی حق پرست تحریکیں ہمیشہ قائدین کی شہادتوں، وفات یا ان جیسے دیگر بڑے مصائب سے دو چار ہوئی ہیں، مگر ان مصائب نے کبھی بھی ان کے قدم نہیں ڈگمگائے، بلکہ یہ ان کی مزید ثابت قدمی ثابت ہوئی ہے، اور وہ عزمِ مصمم اور مضبوط ایمان کے ساتھ آخری مرحلے تک راہ برحق پر قائم رہے ہیں۔

(وکأین من نبی قاتل معہ ربیون کثیر فاوہنوالما أصابہم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانو اواللہ یحب الصابرین) (۱۴۶)

شہید امیر المؤمنین (تقبلہ اللہ) بندہ خدا اور راہ حق کا مردِ مجاہد تھا، موصوف نے اپنا فریضہ بڑے اچھے طریقے سے نبھایا، جاں بحق ہونے تک اپنے ایمان اور عزمِ برحق پر ثابت قدم رہے، انھوں نے امارت اسلامی کی سربراہی کی مختصر مدت میں عزم، ایمان اور سربلندی جیسے کارنامے اوراقِ تاریخ پر رقم کئے کہ ہمیشہ تمام امتِ مسلمہ اور خصوصا مجاہدین ومقاتلین کا ان کی وجہ سے سر فخر سے بلند رہے گا۔

موصوف (رحمہ اللہ) نے زمان ومکان کے تمام تر سخت اور امتحانی حالات کے باوجود نہ تو عالمی طاغوت کے بار بار مطالبوں اور چیلنجو کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور نہ ہی کسی کے تحمیلی اور تزویزی پروسیجر اور پیشنہاد کو نہیں مانا، اور نہ ہی ان کے دھمکیوں سے ڈرے، اور نہ ہی داخلی وخارجی توطئہ، دسائس اور پریشر نے ان کے عزم کو متزلزل کیا۔

شہید منصور صاحب نے امارت اور زعامت کی مسئولیت بالکل اپنے سلف امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی طرح ادا کی، چنانچہ اسی اعلیٰ موقف، مضبوط ایمان اور توکل کے ساتھ ایک جہادی سفر کے دوران دیدارِ الٰہی کو تشریف لے گئے۔

جیس طرح امام یا امیر کی شہادت یا وفات کے بعد مسلمانوں کی مصالح کی خاطر نئے امیر کی تقرری مسلمانوں کے ذمہ ایک اہم ولازم فریضہ ہے، امارت اسلامی افغانستان کی رہبری شوریٰ (جس میں متعدد علماء کرام، تفسیر واحادیث کے اساتذہ، متدین سیاسی ماہرین اور جہادی تجربہ رکھنے والے معتبر شوریٰ ہے) کی ایک مجلس کا انعقاد کیا (جس میں اہل الحل والعقد کی موجودگی ملحوظِ نظر تھی) اس مجلس میں گہرے غور وخوض، تدبر، ہمہ جانب دینی وجہادی مصالح کے جانچتے ہوئے محترم شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ صاحب کو امارت اسلامی کے نئے امیر کی حیثیت سے تمام اراکین شوریٰ کے اتفاق سے مقرر ہوئے اور سب نے ان سے بیعت کی، اسی طرح محرم الحاج ملا سراج الدین حقانی صاحب اور مرحوم امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد (رحمہ اللہ) کے بیٹے محترم مولوی محمد یعقوب صاحب کو ان کے معاونین مقرر کئے گئے۔

امارت اسلامی کی رہبری شوریٰ اپنے تمام مجاہدین اور عام متدین عوام کو موجودہ حالات میں وحدت وتوکل کی دعوت دیتی ہے، مجاہدین کو چاہئے کہ کسی تشویش میں مبتلا نہ ہوں، الحمد للہ! ہمارا رب ہمارا ناصر ومربی ہے، اسلام اور جہاد کا چراغ (جو چودہ صدی سے روشن ہے) تاقیامت روشن رہے گا، اور مقامِ شکر ہے کہ ہم امارت اسلامی کے نام پر ایک بنے بنائے نظام کے حامل ہیں، اس نظام کی بقاء، حفاظت اور تھامنے رکھنے کے لیے تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ نئے امیر المؤمنین محترم شیخ الحدیث مولوی ہبۃ اللہ اخندزادہ صاحب کے ساتھ بیعت کریں، اور موصوف کی سربراہی میں برحق مقابلے کو دوام بخشیں۔

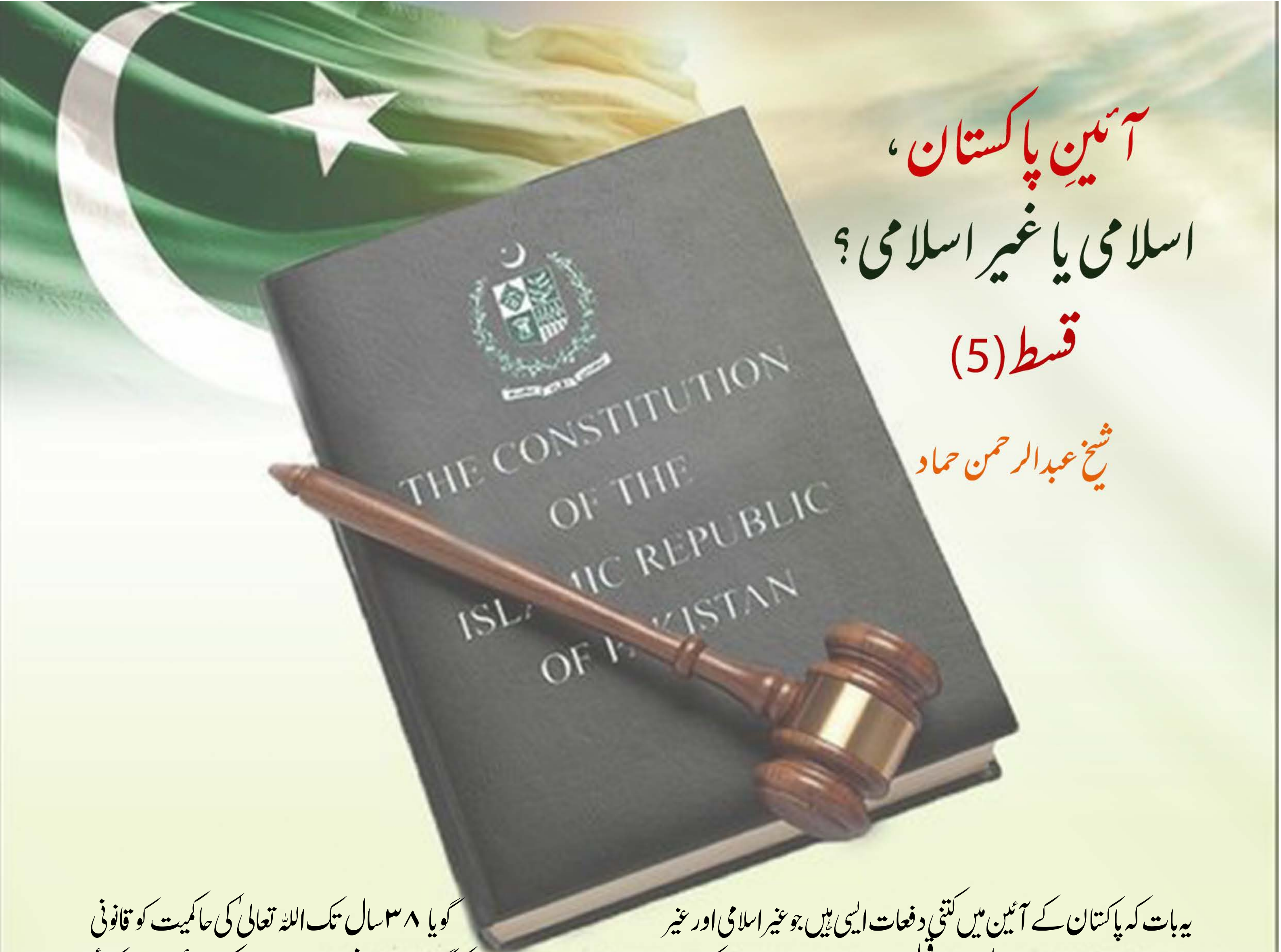
امارت اسلامی کی قیادت اور رہبری شوریٰ تمام مسلمانوں سے امید رکھتی ہیں کل صبح سویرے سے تین دن کے لیے فاتحہ اور ان کی مبارک روح کے ایصال ثواب کی نیت سے ختمِ قرآنِ کریم کا اہتمام کریں گے۔

رہبری شوریٰ

امارت اسلامی افغانستان

۱۸/۸/۱۴۳۷ھ ق

۵/۳/۱۳۹۵ھ ش بطابق: ۲۰۱۶/۵/۲۵



آئینِ پاکستان، اسلامی یا غیر اسلامی؟

قسط (5)

شیخ عبدالرحمن حماد

یہ بات کہ پاکستان کے آئین میں کتنی دفعات ایسی ہیں جو غیر اسلامی اور غیر شرعی ہیں؟ اس کا جائزہ لینے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان دفعات کا پہلے جائزہ لیا جائے جنہیں بنیاد بنا کر آئین کے اسلامی ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹا جاتا ہے۔

محترم قارئین! آئینِ پاکستان میں اسلامی احکام کے نام سے صرف ایک حصہ ہے جس میں صرف ۵ دفعات ہیں (یعنی دفعہ ۲۲۷ تا دفعہ ۲۳۱) البتہ باب دوم (حکمت عمل کے اصول) کے تحت دفعہ ۳۱ میں بھی اسلام سے متعلق کچھ باتیں ہیں مگر ان کی حیثیت واعظانہ کلام سے بڑھ کر نہیں، جن کی طرف گزشتہ اقساط میں اشارات موجود ہیں، قارئینِ کرام خود ان کا مطالعہ کر کے اس کی اسلامیت کا بخوبی تجزیہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دیباچہ میں بھی چند ایسی باتیں ہیں۔

پاکستان کے آئین میں جن دفعات کو اسلامی ہونے کا اعزاز حاصل ہے اُن میں ایک دفعہ وہ ہے جس میں اللہ کی حاکمیت کی بات کی گئی ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت والی بات بھی عرصہ دراز تک بطورِ ضمیمہ فقط قراردادِ مقاصد کا حصہ رہی ہے، بعد میں صدارتی فرمان نمبر ۱۴ کی رو سے قراردادِ مقاصد آئین کا مستقل حصہ بننے کے بعد یہ بھی آئین کا حصہ بنی، اور یہ صدارتی فرمان پاکستان بننے کے ۳۸ سال بعد ۱۹۸۵ء کو جاری ہوا۔

گویا ۳۸ سال تک اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کو قانونی حیثیت سے محروم رکھا گیا، اور قانونی حیثیت ملنے کے بعد عملی طور پر کوئی ایسی تبدیلی دیکھنے اور سننے کو نہیں ملی کہ جس کی بنا پر آئینِ پاکستان کو اِس سرٹیفیکیٹ سے نوازا جائے کہ یہ ایک اسلامی آئین ہے، اس مادے کے شامل آئین ہونے کی وجہ سے اس نے اسلام کا کلمہ پڑھ لیا ہے، جیسا کہ بعض لوگ عواقب و نتائج کا پرواہ کئے بغیر اظہار کر دیتے ہیں، حالانکہ عملی طور پر اس دفعہ کی وہ حیثیت نہیں جسے علمائے کرام نے بطورِ سفارش پیش کرتے وقت اپنے اذہان میں جما رکھا تھا، اس کا اظہار شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے کچھ یوں کیا ہے:

اس آرٹیکل ۲-A کا اضافہ کر دیا گیا جس کے نتیجے میں قراردادِ مقاصد کی وہ حیثیت نہیں رہی جو محض تمہید کی ہوتی ہے اور اس کا تقاضا یہ تھا کہ اب جو کوئی حکومت قرارداد مقاصد کی خلاف ورزی کرے تو اس خلاف ورزی کو عدالت میں چیلنج کیا جا سکے۔ آرٹیکل ۲-A کا اصل مقصود یہ تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ بعد میں سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ میں کہہ دیا کہ قرارداد مقاصد دستور کا حصہ ضرور ہے، لیکن دوسرے حصوں پر بالا نہیں ہے۔ دونوں یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔ (اسلام اور سیاسی نظریات، ص: ۱۱۶)

میں کہہ دیا کہ قرار داد مقاصد دستور کا حصہ ضرور ہے، لیکن دوسرے حصوں پر بالا نہیں ہے۔ دونوں یکساں حیثیت کے حامل ہیں۔ (اسلام اور سیاسی نظریات، ص: ۱۱۶)

اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ صرف عملی طور پر ہی نہیں بلکہ نظریاتی طور پر بھی اس دفعہ نے ملکی قوانین اور حکومتی سسٹم میں وہ تبدیلی نہیں لائی جس کی بعض حضرات کو توقع تھی، آئین کی اس دفعہ سے خوامخواہ امید لگانا ایسا ہے جیسے بیل سے دودھ ملنے کی امید رکھنا۔

اسی طرح یہ دفعہ آئین کا حصہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی وقت ایوان کے دو تہائی ارکان کی سفارش پر تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے اور مکمل طور پر ختم بھی کیا جاسکتا ہے۔ بہ الفاظِ دیگر: یہ دفعہ آئین پاکستان کا حصہ اس لئے ہے کہ اس کو پارلیمنٹ کی دو تہائی اکثریت نے منظور کیا ہے، اور جب بھی ایوان کی دو تہائی ارکان اس حق میں نہ رہے کہ یہ دفعہ آئین کا حصہ رہے تو پھر آئین سمیت پاکستان کا کوئی قانون اُسے بچا نہیں سکتا۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ دفعہ جمہوری طریقہ سے آئین کا حصہ بنی ہے اور جمہوری طریقے سے اسے ہٹایا بھی جاسکتا ہے، جبکہ اسلامی نظام میں یہ بات ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے، حاکمیت باری تعالیٰ ایوانِ بالا و زیریں کی طرف سے تقنین و تائید کی محتاج نہیں، [اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ]، [اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاه] کوئی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں کہلاتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا اقرار نہ کرے، اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ماننے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ہر حکم کو ہر زمانے میں واجب الاطاعت قانون سمجھے۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ملکی قانون بن سکتا ہے، جس طرح آج کل مملکت خداداد میں جمہوریت کے دلدادہ حکمرانوں کے یہاں عملی طور پر ہے کہ جب عوام کے منتخب کردہ نمائندگانِ ایوان اللہ کی شریعت کو پاس کریں گے تب شریعت کو قانونی حیثیت ملے گی، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی ایسے حکم کی نافرمانی کی اساس پر کسی کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جاسکتی جو تاحال ملکی قانون نہ ہو، اور ایسے نافرمان شخص کے خلاف پاکستان کی کسی عدالت میں مقدمہ نہیں بن سکتا، اور نہ کوئی عدالت ایسے نافرمان شخص کو سزا دے سکتی ہے، کیونکہ احکامِ خداوندی کی پاکستان میں کوئی قانونی حیثیت نہیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ کی حاکمیت کے کیا تقاضے ہیں؟ بجائے اس کے کہ میں انہیں اپنے الفاظ میں بیان کروں بہتر یہی ہے کہ مولانا سمیع الحق شہید رحمہ اللہ کے ایوانِ بالا (سینٹ) میں شریعت بل پیش کرتے وقت جو تعبیر کی تھی اسے قارئین کرام کے سامنے پیش کروں، مولانا فرماتے ہیں:

حاکمیت اعلیٰ حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی، اس لیے کہ مسلمانوں کے لیے یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ مسلمان کبھی بھی اپنے آپ کو اصل حکمران نہیں کہہ سکتا، اس کی حاکمیت خلافت کی حاکمیت ہوتی ہے، امانت کی حاکمیت ہوتی ہے اور فیصلے اس نے انہیں احکام کے تحت کرنے ہیں جو حاکم مطلق ہے اس کے لیے متعین اور واضح کردئے ہیں، اس لیے کہ اس کے سامنے یہ آیات ہوتی ہیں:

[وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ]

[وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ]

[وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ]

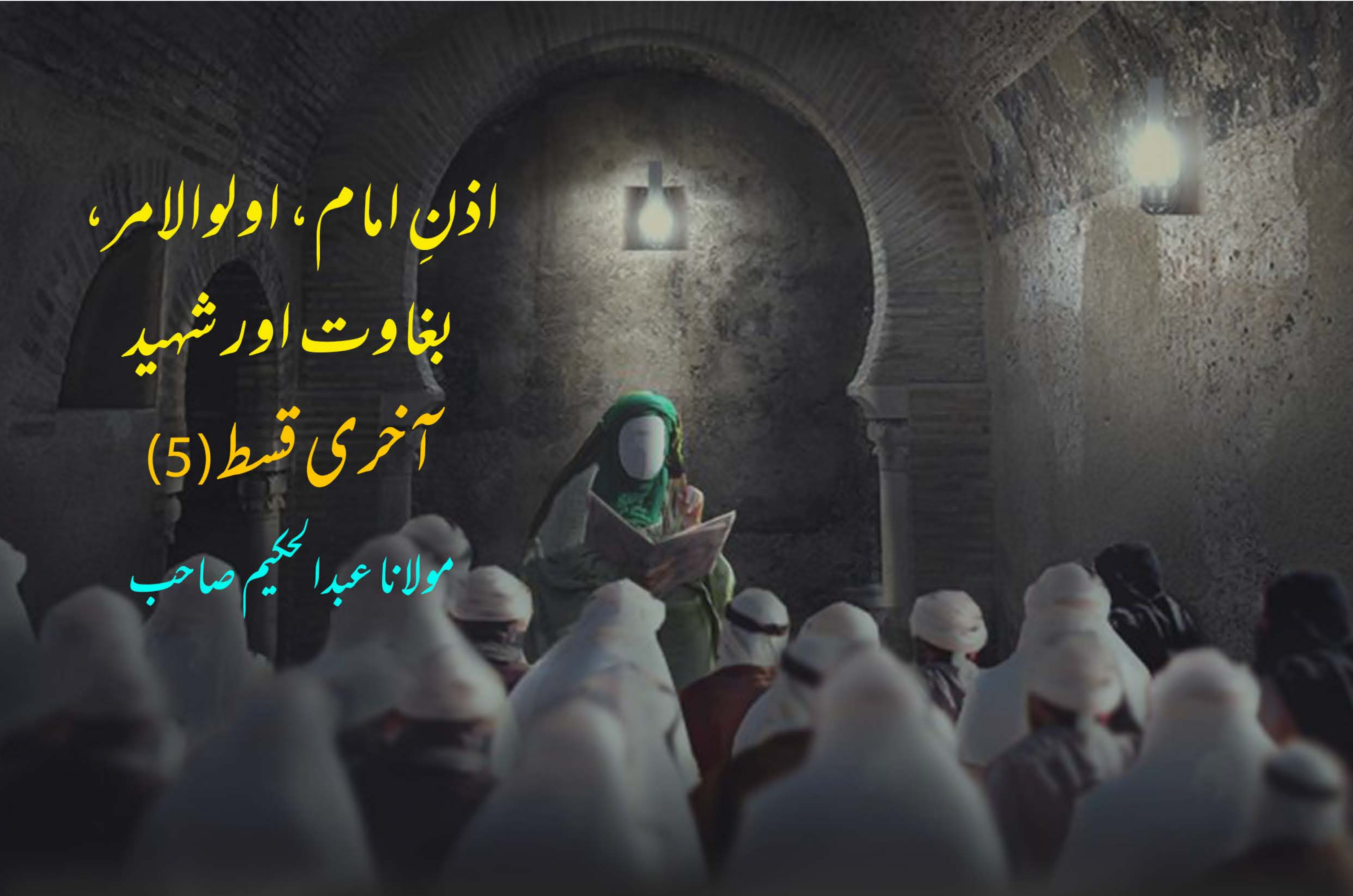
اور فرمایا [اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ] اور فرمایا [اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ] اور فرمایا ﴿لِلّٰهِ الْاَمْرُ﴾ ان آیات میں اور ایسی بے شمار سینکڑوں آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر حاکمیت اعلیٰ اور ساورنٹی اپنے آپ تک محدود کر رکھی ہے، اور یہ الاٹ کر رکھی ہے کہ یہ میرے دائرہ اختیار میں ہے، اس میں بندے کو مداخلت کا حق نہیں ہے۔ ہاں! ان حدود میں رہتے ہوئے خلافت کے طور پر اپنی زندگی گزارنے کا حق ہے۔ اب اس حاکمیت اعلیٰ کو ہم قانون سازی کے ذریعے ہی زندگی میں نافذ کرواسکتے تھے، اللہ تعالیٰ حاکم اعلیٰ ہے، لیکن اس کی سنت کا اور اس کی حکمتوں کا یہ تقاضا نہیں ہے، نہ اس کی صورت یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ آکر جج بن جائے اور حاکم کی کرسی پر بیٹھ جائے، اللہ تعالیٰ اپنی حاکمیت قرآن وسنت کے ذریعہ سے منوانا چاہتا ہے بندوں پر۔ اللہ کی حاکمیت یہ ہے کہ اس کے دئے ہوئے راہ عمل، تعلیمات اور احکام و فرامین جو قرآن وسنت کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں ان کے تحت ہم ان کو حاکمیت کا حق دیں، ہم اقتدار کی کرسی پر، عدالت کی کرسی پر اور اپنے تمام مناصب جلیلہ پر قرآن وسنت کو بٹھادیں، اور اس کی یہی صورت تھی کہ ہم عدالتوں میں قرآن

وسنت کے قوانین جاری کرتے اور ہماری زندگی پر صرف قرآن وسنت کو بالادستی حاصل ہوتی اور ہم اللہ تعالی کو ساورن مان لیتے، اور اللہ کو حاکمِ اعلیٰ مان لیتے، لیکن ایسا کئے بغیر ہم کسی دستور میں لاکھ بار بھی اللہ کو حاکمِ اعلیٰ کہیں اور اپنے دروازوں پر بڑے بڑے طغرے اللہ تعالی کی حاکمیت کے لگائیں اور تقریروں کی بنیاد اس کو بنادیں، اس کو سلوگن بنادیں، اس کو تعویذ کی طرح استعمال کریں، لیکن میں کہتا ہوں کہ اس طرح حاکمیت اعلیٰ ہماری عملی زندگی میں نافذ نہیں ہوسکتی۔ حضور ﷺ نے اپنے زمانہ سے عدالت کے ذریعہ نظامِ عدالت کے ذریعہ اس حاکمیت اعلیٰ کو چلایا اور نافذ کروایا، اور زندگی کے سارے شعبوں پر کنٹرول عدالت کو دے دیا، اس کے بعد عدالت کو بھی کھلا نہیں چھوڑا، عدالت کو قطعی پابند کیا کہ حاکم بھی مسلمان کا ایک فرد ہے، تم بھی اللہ کی طرف سے حاکم کے طور پر اور ثالث کے طور پر فیصلے کروگے، لیکن فیصلے خدا اور رسول ﷺ کی مرضی کے مطابق کروگے۔ (ماہنامہ الحق اپریل ۱۹۸۷ء، ص: ۸، ۹)

پاکستان میں عملی طور پر اللہ تعالی کی حاکمیت کیوں نہیں؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں ''جمہوریت'' ہے، اور جمہوریت میں عوام کی حاکمیت ہوتی ہے، جو اللہ کی حاکمیت کی ضد ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ پاکستان کی جمہوریت کوئی دوسری شے ہے، جیسا کہ ۱۵ ستمبر یومِ جمہوریت کے موقع پر پاکستان کے بعض علماء نے میڈیا پر کہا کہ پاکستان میں جمہوریت کو ایک خاص منہج دیا گیا ہے، کہ حاکمیت اعلی اور حاکمیت مطلقہ اللہ تعالی کے لیے ہوگی۔ ان علماء کرام کے ساتھ اس حد تک تو اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ الفاظ کی حد تک پاکستان کی جمہوریت مغربی جمہوریت سے الگ ہے، مگر عمل کی دنیا میں کوئی فرق نہیں، کیونکہ اگر مغربی دنیا میں اسلامی شریعت کو بطورِ بل ایوان میں پیش کیا جائے اور وہ اسے دو تہائی اکثریت سے منظور کرے تو وہاں بھی اسلامی شریعت کو قانونی حیثیت مل جائے گی، البتہ وہ اسلامی شریعت بل کو مسترد کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، اور یہی اختیار پاکستان کی جمہوریت میں ایوان کو حاصل ہے، اور یہ مسترد کرنے کا حق فقط امکانی بات نہیں بلکہ پاکستان کی تاریخ میں کئی بار ایسا ہوا بھی ہے کہ ایوان کی طرف سے شریعت بل، یا حسبہ بل کو مسترد کیا گیا۔ (اگرچہ شریعت بل یا حسبہ بل مکمل شریعت کے نفاذ کے لیے نہ تھا، مگر فی الجملہ شریعت بل اور حسبہ بل کی حیثیت شرعی اصول واحکام کے لیے سنگ میل کی تھی)

نیز! اگر پاکستان کی جمہوریت دنیا میں رائج جمہوریت سے الگ جمہوریت ہوتی تو ۱۵ ستمبر کو دنیا بھر کی طرح پاکستان میں یومِ جمہوریت نہ منایا جاتا۔ اور آئینِ پاکستان میں جابجا تعبیرات اس کی تائید کرتی ہیں، مثلاً افواجِ پاکستان کے لیے جو آئینِ پاکستان میں ہے اس میں ہے: میں................صدق دل سے حلق اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی حمایت کروں گا جو عوام کی خواہشات کا مظہر ہے۔

جاری ہے...



اذنِ امام، اولوالامر، بغاوت اور شہید

آخری قسط (5)

مولانا عبدالحکیم صاحب

چوتھا موضوع:

مجاہدین کے خلاف لڑ کر مرنے والے پاکستانی سیکیورٹی اہلکار شہید نہیں ہے۔

پاکستانی فوج، مجاہدینِ اسلام کے خلاف لڑ کر مرنے والے اپنے فوجیوں کو شہید کہتی ہے، اور اُنھیں خراجِ تحسین پیش کرتی ہے، اور شرعی نظام کے نفاذ کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے مجاھدین کو شہید نہیں مانتی۔

شریعت کی نظر میں اِن کا یہ نظریہ بھی باطل ہے۔ اِس مسئلے کو سمجھنے کے لیے شہید کی تعریف کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شریعت کس مقتول کو شہید کہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں:

وَ مَن يُّقَاتِلۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ فَيُقۡتَلۡ اَوۡ يَغۡلِبۡ فَسَوۡفَ نُـؤۡتِيۡهِ اَجۡرًا عَظِيۡمًا [النساء: ۷۴]

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتا ہے، سو قتل کر دیا جائے یا غالب رہے، سو عنقریب ہم اسے دیں گے اجرِ عظیم۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ العُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» (صحيح البخاري)

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً، أَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ» (صحيح مسلم)

آپ ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ ایک شخص (خالص) غنیمت کے لیے لڑتا ہے، ایک شخص شہرت کے لیے لڑتا ہے، ایک شخص اس لیے لڑتا ہے کہ اپنا درجہ دوسروں کو دکھائے، مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جو بہادری کی وجہ سے یا غیرت و حمیت کی وجہ سے لڑے، تو اِن میں سے فی سبیل اللہ (مجاہد) کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اس لیے لڑے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو تو وہ فی سبیل اللہ (مجاہد) ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی بخاری شریف کی شرح "فتح الباری" میں "کلمۃ اللہ" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَالْمُرَادُ هُنَا بِقَوْلِهِ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا كَلِمَةُ التَّوْحِيدِ أَيْ كَلِمَةُ تَوْحِيدِ اللَّهِ وَهِيَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى قُلْ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْآيَةَ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْكَلِمَةِ الْقَضِيَّةَ قَالَ الرَّاغِبُ كُلُّ قَضِيَّةٍ تُسَمَّى كَلِمَةً سَوَاءٌ كَانَتْ قَوْلًا أَوْ فِعْلًا وَالْمُرَادُ هُنَا حُكْمُهُ وشرعه. (فتح الباري لابن حجر)

اس کا حاصل یہ ہے کہ "کلمۃ اللہ" سے مراد توحید اور شریعتِ محمدیہ ﷺ ہے۔

درج بالا آیت، حدیث اور اس کی شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے راستے میں لڑنے والا مجاہد وہی ہے جو اس لیے لڑے تاکہ اللہ تعالی کا دین مضبوط اور غالب ہو جائے اور اس کا کلمہ بلند ہو جائے۔

اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کی تعریف کرتے ہوئے فقہاء لکھتے ہیں:

وَفِي عُرْفِ الشَّرْعِ يُسْتَعْمَلُ فِي بَذْلِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ بِالْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ – عَزَّ وَجَلَّ – بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَاللِّسَانِ، أَوْ غَيْرِ ذٰلک، أَوْ الْمُبَالَغَةِ فِي ذٰلک وَاللَّهُ – تَعَالَى – أَعْلَمُ. (بدائع الصنائع)

وَعَرَّفَهُ ابْنُ الْكَمَالِ بِأَنَّهُ بَذْلُ الْوُسْعِ فِي الْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُبَاشَرَةً أَوْ مُعَاوَنَةً بِمَالٍ، أَوْ رَأْيٍ أَوْ تَكْثِيرِ سَوَادٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلک. اه .. (رد المحتار)

یعنی جہاد کہتے ہیں اپنی جان، مال، زبان اور شرکت کے ذریعے قتال فی سبیل اللہ میں اپنی طاقت لگانا۔

اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مجاہد وہی ہے جو خالص اللہ تعالی کے راستے میں، اُس کے دین کو مضبوط کرنے کے لیے لڑے۔

اب جبکہ پاکستان میں غیر شرعی انگریزی نظام نافذ ہے، ملک میں غیر اسلامی حکومت ہے، اور پاکستانی فوج اور پولیس اسی غیر شرعی نظام کی حفاظت کرتے ہوئے مجاہدین کے خلاف لڑتے ہوئے مارے جاتے ہیں، اس لیے شریعت کی نظر میں نہ یہ مجاہد ہیں اور نہ اِن کے مقتولین شہید ہیں۔

جبکہ موجودہ جاری جنگ جسے یہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کہتے ہیں اور جو امریکہ اور دیگر کفار کو خوش کرنے کے لیے شروع کی گئی ہے، اس جنگ میں اِن کے مدمقابل مجاہدین ہیں جو کہ ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہتے ہیں، جبکہ پاکستان کے سیکورٹی ادارے اسلامی نظام کے نفاذ پر پابندی لگاتے ہیں، اس لیے شریعت کی نظر میں یہی لوگ حقیقت میں مجاہد ہیں اور اِنہی کے مقتولین شہید ہیں۔

فقہاء کے نزدیک شہید کی تعریف

وَهُوَ فِي الشَّرْعِ مَنْ قَتَلَهُ أَهْلُ الْحَرْبِ وَالْبَغْيِ وَقُطَّاعُ الطَّرِيقِ ....أَوْ قَتَلَهُ مُسْلِمٌ ظُلْمًا وَلَمْ تَجِبْ بِهِ دِيَةٌ كَذَا فِي الْكَافِي وَكَذَا إنْ قَتَلَهُ أَهْلُ الذِّمَّةِ أَوْ الْمُسْتَأْمَنُونَ هَكَذَا فِي الْعَيْنِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ.................. وَمَنْ قُتِلَ مُدَافِعًا عَنْ نَفْسِهِ أَوْ مَالِهِ أَوْ عَنْ الْمُسْلِمِينَ أَوْ أَهْلِ الذِّمَّةِ بِأَيِّ آلَةٍ قُتِلَ بِحَدِيدٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ خَشَبٍ فَهُوَ شَهِيدٌ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. (الهندية، كتاب الصلوة، الفصل: الشهيد)

الشهيد من قتله المشركون أو وجد في المعركة وبه أثر أو قتله المسلمون ظلما. (الهداية، كتاب الصلوة، باب الشهيد)

وَإِذَا عُرِفَ شَرَائِطُ الشَّهَادَةِ فَنَقُولُ: إذَا قُتِلَ الرَّجُلُ فِي الْمَعْرَكَةِ، أَوْ غَيْرِهَا وَهُوَ يُقَاتِلُ أَهْلَ الْحَرْبِ، أَوْ قُتِلَ مُدَافِعًا عَنْ نَفْسِهِ، أَوْ مَالِهِ، أَوْ أَهْلِهِ، أَوْ وَاحِدٍ مِنْ الْمُسْلِمِينَ، أَوْ أَهْلِ الذِّمَّةِ فَهُوَ شَهِيدٌ سَوَاءٌ قُتِلَ بِسِلَاحٍ، أَوْ غَيْرِهِ؛ لِاسْتِجْمَاعِ شَرَائِطِ الشَّهَادَةِ فِي حَقِّهِ فَالْتَحَقَ بِشُهَدَاءِ أُحُدٍ، وَكَذَلِكَ إذَا صَارَ مَقْتُولًا مِنْ جِهَةِ قُطَّاعِ الطَّرِيقِ؛ لِأَنَّهُ قُتِلَ ظُلْمًا لَمْ يَخْلُفْ بَدَلًا هُوَ مَالٌ دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ: – عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ – «مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ» ، وَهَذَا قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَيَكُونُ شَهِيدًا بِشَهَادَةِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَكَذَا إذَا قُتِلَ فِي مُحَارَبَةِ أَهْلِ الْبَغْيِ (بدائع الصنائع كتاب الصلوة فصل:احكام الشهيد)

مَنْ مَاتَ مِنْ حَدٍّ أَوْ تَعْزِيرٍ أَوْ عَدَا عَلَى قَوْمٍ ظُلْمًا فَقَتَلُوهُ لَا يَكُونُ شَهِيدًا؛ لِأَنَّهُ ظَلَمَ نَفْسَهُ. (بدائع الصنائع كتاب الصلوة فصل:احكام الشهيد)

فقہاء کرام کی اِن عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہاء کے نزدیک شہید وہ

ہے کہ جو اہلِ حرب کفار کے ہاتھ، یا باغیوں کے ہاتھ، یا ڈاکو اور چوروں کے ہاتھ، یا ظالم مسلمانوں کے ہاتھ ظلماً قتل ہو جائے، یا اپنے جان و مال یا عزت یا کسی مسلمان کے جان و مال یا عزت یا کسی ذمی کی جان و مال یا عزت کے دفاع میں قتل کر دیا جائے۔

پاکستانی سیکورٹی اہلکار نہ اہلِ حرب کفار کے خلاف لڑتے ہوئے مارے جاتے ہیں، نہ باغیوں کے خلاف، نہ ڈاکو چوروں کے خلاف اور نہ ہی ظلماً قتل کئے جاتے ہیں، بلکہ وہ ایک غیر اسلامی حکومت کے دفاع میں اور نام نہاد امریکہ کی دہشتگردی کے خلاف جنگ میں مخلص مجاہدین کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں، اس لیے انہیں شہید کہنا دین میں تحریف کے مترادف ہے۔

اسی طرح ایک بہت شنیع تحریف یہ بھی ہے کہ پاکستانی فوج میں اگر کوئی عیسائی، ہندو، سکھ، قادیانی وغیرہ کوئی بھی کافر مارا جائے تو اسے شہید کہا جاتا ہے، حالاں کہ یہ قرآن وحدیث، اجماع وقیاس کے صریح خلاف ہے، فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ شہید صرف مسلمان ہی ہو سکتا ہے، کوئی کافر شہید نہیں ہو سکتا:

(قَوْلُهُ: مُسْلِمٍ) أَمَّا الْكَافِرُ فَلَيْسَ بِشَهِيدٍ، وَإِنْ قُتِلَ ظُلْمًا

(كتاب الصلوة، باب صلوة الجنازة، باب الشهيد)

اسی طرح بہت سے فتاویٰ جات سے جہادِ پاکستان اور مجاہدین پاکستان کے موقف کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ:

شہیدِ اسلام مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتویٰ

مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ سے بھی "آپ کے مسائل اور اُن کا حل" (ج:۲ص:۵۳۵) میں ایک سوال کا جواب اسی طرح منقول ہے:

"سوال: کیا مسلمان ایک دوسرے کے خلاف لڑ کر شہید ہو سکتے ہیں؟ کیا مسلمانوں کی آپس کی لڑائی کو جہاد کا نام دیا جا سکتا ہے؟ طالبان اور دیگر مجاہد تنظیموں کے حوالے سے اس کا جواب دیجئے۔

جواب: طالبان محض اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے لڑ رہے ہیں، اس لیے وہ ان شاء اللہ حق پر ہیں، اور باقی لوگ ان کے مقابلے میں باغیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔" (آپ کے مسائل اور اُن کا حل ج:۲ص:۵۳۵)

کوہاٹ کے علماء کے فتوے کے الفاظ:

"شریعت کی رو سے مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے فوجی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے باغی ہیں اور ان کا مرنا حرام موت ہے اور ان کا حکم قطاع الطریق یعنی راہزن اور ڈاکو کا ہے، نمازِ جنازہ کے لیے جو حکم راہزن اور ڈاکو کا ہے وہی ان کا ہے۔" (وانا آپریشن کے بارے میں پاکستان کے علماء کا متفقہ فتویٰ)

مفتی اعظم افغانستان شیخ الحدیث المولوی عبد العلی الدیوبندی الکندھاری رحمہ اللہ کا فتویٰ:

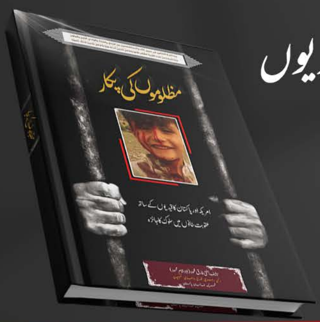
"سوال (۱۳): اگر طالبان مجاہدین اشرف غنی حکومت کی ملی اردو (ملی فوج) سے جنگ کریں اور ملی اردو میں سے کسی کو جنگ میں قتل کر دیا جائے تو کیا ملی اردو کے اس مقتول کو شہید کہا جائے گا؟

جواب: بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ: اگر ملی اردو، ملی پولیس اور اربکی اور ان کے مشران جنگ میں قتل کر دیئے جائیں تو انہیں شہید نہیں کہا جائے گا۔ کیوں کہ کفار کا ساتھ دینے اور ان کی معاونت اور تقویت کی وجہ سے ملی اردو کو ظالم کہا جاتا ہے، اور ظالم کو شہید نہیں کہا جا سکتا۔" (مختصر احکام القتال فی سبیل اللہ تعالیٰ جل شانہ)

"سوال (۱۲): اگر مسلمان مجاہدین اہل حرب کفار سے جنگ میں مصروف ہوں اور کچھ مسلمان حربی کفار کی صف میں کھڑے ہو جائیں اور پھر مجاہدین سے جنگ کریں، تو کیا یہ مسلمان (جیسا کہ ملی اردو) جو کہ کفار کے ساتھی ہیں، ایک مجاہد کو قتل کریں تو اس مجاہد کو قتل کے بعد شہید کہا جائے گا؟

جواب: جی، اس مقتول مجاہد کو شہید کہا جائے گا شریعت میں۔"

مفتی طارق محسود (رکن رہبری شوریٰ و اعلامی کمیشن تحریک طالبان پاکستان) کی قیدیوں کے حوالے سے لکھی گئی کتاب



مظلوموں کی پکار قسط (4)

یہود کی تاریخ کا بہت ہی مختصر خلاصہ

نیو ورلڈ آرڈر چونکہ یہود کی اصطلاح ہے، تو سب سے پہلے ہم یہود کا موجودہ جنگ کے اعتبار سے نہایت مختصراً تاریخی جائزہ لیتے ہیں، تاکہ ہمیں ان کے اہداف اور مقاصد معلوم ہو جائیں، اور ساتھ میں یہ بھی معلوم ہو جائے، کہ یہود کو "دنیا کی تنظیمِ نو" کی ضرورت کیوں پڑی؟ کیونکہ "نیو ورلڈ آرڈر" کا مطلب "دنیا کی تنظیمِ نو" ہے۔

یہود کی ابتداء سے تاریخ اور ان کی گمراہی کے اسباب کو ذکر نہیں کرتے، کیونکہ مزاجوں کے مطالعے کی روشنی میں مجھے اس بات کا قوی اندیشہ ہے، کہ قارئین حضرات تھک کر مطالعہ چھوڑ دیں گے، اور اس فقیر کا منشاء ادھورا رہ جائے گا۔ ہاں! جن حضرات کی یہ خواہش ہو کہ موجودہ پیچیدہ حالات سے آگاہی حاصل کریں، ان کے لئے درست تاریخ کے متعلق معلومات حاصل کرنا ضروری ہے۔

بنی اسرائیل کے علمائے سوء جسے "فریسی علماء" بھی کہتے ہیں، جب بنی اسرائیل کے سامنے دین کا ماخذ تبدیل کرنے میں کامیاب ہوئے، تو انہوں نے بنی اسرائیل میں دین کے بارے میں خود تراشیدہ عقائد پھیلانا شروع کئے، انہوں نے یہود کی نئی نسل کو یہ بتانا شروع کیا، کہ یہودی اللہ تعالیٰ کی چہیتی قوم ہے، اور باقی بنی نوع انسان سے بہت بلند اور افضل ہے، اس لیے دنیا پر حکمرانی کا حق صرف یہود کو حاصل ہے۔ علمائے سوء نے اپنی نئی نسل کو یہ بھی بتایا، کہ سرزمینِ فلسطین اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دے دی ہے، اس سرزمین پر صرف اور صرف یہود ہی کا حق ہے، یہ عیسائی اور مسلمان ہی ظالم ہیں، جنہوں نے ان کی سرزمین چھین لی ہے، اس سرزمین کو حاصل کرنا عین ثواب کا کام ہے، یہودیوں کے علماء نے یہ بھی اپنی نسل کو تعلیم دی ہے، کہ ان کی اصل عبادت گاہ "ہیکلِ سلیمانی" تھی اس ہیکل پر مسلمانوں نے مسجدِ اقصیٰ بنائی ہے، جسے گرا کر دوبارہ ہیکلِ سلیمانی کو تعمیر کرنا یہودی ایمان کا حصہ ہے، اور اپنی نئی نسل کو یہ بھی باور کرایا، کہ انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام والی عالمگیر حکومت ملے گی، ان ہی مقاصد کے حصول کی خاطر یہود اپنی زندگی وقف کرتے ہیں۔

آج یہود کا دین تورات کی بجائے، سرزمینِ فلسطین پر جھوٹا دعویٰ، جھوٹے مسیحا کا دعویٰ، جھوٹے ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر کا دعویٰ، اور حضرتِ سلیمان علیہ السلام والی عالمگیر حکومت کا تصور ہے، جس کا دینِ حق اور تعلیماتِ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہی چند جھوٹے دعوے ان کا عقیدہ ہے، اور ان کا حصول ان کی زندگی کا مقصد ہے، جس کی خاطر انہوں نے پوری دنیا کو آگ کی بھٹی بنا رکھی ہے۔

ایک نہایت اہم ترین نکتہ: اس اہم نکتے کو ہمارے لئے سمجھنا نہایت ضروری ہے، کہ یہ موجودہ سیکولرازم کے نعرے، یہ جمہوریت کے نعرے، یہ روشن خیالی کے نعرے، یہ بذاتِ خود مقصود نہیں ہیں، یہ یہود کے مذہبی عقائد میں سے بھی نہیں ہیں، ان کا مذہبی عقیدہ ہم بیان کر چکے ہیں، اور آئندہ اس کی تفصیل آئے گی، ان شاء اللہ۔

یہود ان نعروں کے ذریعے مقاصدِ عظمیٰ کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ جب تک مذہب کی بنیاد پر حکومتیں موجود ہوں، جب تک سٹیٹ کا حاکم اعلیٰ، اللہ تعالیٰ بذاتِ خود ہوں، اور سٹیٹ کا سربراہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہو، اس وقت تک یہود اپنے مقاصدِ عظمیٰ کے حصول میں کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ دو اہم حربے ان کے کے لئے مقاصدِ عظمیٰ کے حصول میں کلیدی کردار کے حامل ہیں: پہلا حربہ یہ کہ کسی بھی سٹیٹ کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے نکال کر مخلوق کے قبضے میں دیدی جائے، اور پھر مخلوق کو مذہب سے بیزار بنا کر سیکولر یعنی لادین، بے دین بنایا جائے، کیونکہ مذہب ہی وہ عنصر ہے، جو کسی کو ردِ عمل پر مجبور کرتا ہے، جس کا مشاہدہ آج ہم اپنی آنکھوں سے کر رہے ہیں۔

سیکولرازم کے متعلق میں محترم ڈاکٹر اسرار صاحب کی تشریح حاضرِ

خدمت کرتا ہوں، جس سے اس موضوع کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

"انگریزی ڈکشنری (آکسفورڈ) میں اس کی تعریف کی گئی ہے (Worldly دنیاوی) Relatet to this World یعنی اس دنیا کے متعلق آخرت سے متعلق نہیں۔ (Worldly not religious or spirirual (دنیاوی نہ کہ مذہبی یا روحانی)

آگے لکھتے ہیں:

(To reduce the role of morality and education in religion) تاکہ کم کیا جائے یا کمزور کیا جائے، مذہب کے کردار کو، ضابطۂ اخلاق اور تعلیم میں۔ "موریلیٹی" کہتے اس قانون یا ضابطے کو جس میں یہ طے کیا جائے، کہ کیا غلط ہے، کیا صحیح ہے۔

دوسری جگہ قوانین اور تعلیم کے متعلق سیکولرازم کی مثال یوں بیان کرتے ہیں:

Belief that lows and education shoud be based on facts and science atc rather than religious belief یعنی یہ یقین کرنا کہ قوانین اور تعلیم کی بنیاد حقیقت اور سائنس وغیرہ پر مبنی ہو، ایمان اور عقیدے کے برعکس۔

تجزیہ:

یہاں سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ نظامِ تعلیم سے مذہب کا کردار ختم کیا جائے، دوسری یہ کہ ضابطۂ قانون سے بھی مذہب کا کردار ختم کیا جائے۔ ان دو چیزوں کی بنیاد سائنس اور حقائق پر ہو۔

یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حقائق سائنس کی زبان میں وہ ہیں جن کا کوئی وجود ہو، یعنی حواسِ خمسہ سے ان کا ادراک ممکن ہو، آنکھ سے نظر آئے، کان سے سنائی دے، زبان سے چکھی جا سکے، ناک سے سونگی جا سکے، ہاتھ سے چھوئی جا سکے۔ دوسری طرف اسلام کا مدار مغیبات پر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں: ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ، قرآن پاک کا یہ نظریہ سائنس اور فیکٹس کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکت کا ادراک حواسِ خمسہ سے کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ جنت، جہنم، ملائکہ، قبر، حشر، پل صراط وغیرہ کا ادراک حواسِ خمسہ سے کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

اب قارئین حضرات خود ہی اندازہ لگائیں کہ جس نسل کی پرورش ایسے نظامِ تعلیم میں ہو جائے، جس کی بنیاد مذہب کی مخالفت پر ہو، جو اینٹی مذہب ہو، اس نسل سے مذہب کے دفاع کی امید کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟ یہ نسل ان قوانین کے لئے کیسی تیار ہو سکتی ہے، جن قوانین کی بنیاد مذہب پر استوار ہو؟ جس کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کا تصور تک نہ ہو، وہ اس بات کے لئے کیسے تیار ہو سکتا ہے، کہ سٹیٹ کا حاکمِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکت ہو، اور مزید برآں یہ بھی فیصلہ کن بات ہو کہ جس کسی سٹیٹ کا ضابطۂ قانون مذہب سے بیزاری ہو تو نتیجہ ضرور یہ نکلے گا، کہ یہود کے مقاصدِ عظمیٰ میں سے سب سے بڑی رکاوٹ کہ سٹیٹ کا حاکم اعلیٰ، اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہو، یہ رکاوٹ باقی نہیں رہ سکتی، یعنی مذہب کی بنیاد پر دنیا میں کوئی سٹیٹ وجود نہیں رکھ سکتی۔ تفصیل ملاحظہ ہو:

یہود کے مقاصدِ عظمیٰ:

اللہ تعالیٰ کے غضب نے جب یہود کو گیر لیا، ان کے بداعمالیوں کی وجہ سے ان کو دربدر کیا، اور بخت نصر نے ان کو اپنا غلام بنایا، تو یہود کے علمائے سوء غلامی کے دور میں اپنی قوم کو یہ باور کراتے رہیں، کہ یہ ذلت یہ رسوائی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے نہیں، بلکہ حکمران ظالم ہیں۔ علمائے سوء نے یہود سے توبہ کرانے کی بجائے ان کے سامنے پرانی تاریخ نئے رنگ میں پیش کی، کہ فلسطین کی زمین اللہ تعالیٰ نے ان کو عطاء کر دی ہے۔ اور یہ کہ دعائے دانیال کے تحت مسیحا کی پیش گوئی ابھی تک پوری نہیں ہوئی، وہ ابھی آئے گا، ہیکلِ سلیمانی تعمیر کرے گا، اور پوری دنیا پر بلا شرکت غیر حکومت کرے گا، اور یہی عقائد آج جدید دنیا میں یہودیوں کی زندگی کے مقاصدِ عظمیٰ بن گئے ہیں، اور یہی آج کا نیو ورلڈ آرڈر ہے۔

یہود چونکہ دعائے دانیال کو مقاصدِ عظمیٰ کے لئے بنیاد ٹھہراتے ہیں، لہٰذہ پہلے دعائے دانیال کو ان کی زبانی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہودیوں کی کتابوں میں انبیاء کی کتابوں کا ایک مجموعہ ہے، اس مجموعے کی سب سے آخری کتاب "کتابِ دانیال" کے طور پر مشہور ہے۔ بنی اسرائیل کی روایت کے مطابق حضرت دانیال علیہ السلام

بخت نصر کی غلامی میں بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے آخری نبی تھے۔ بنی اسرائیل میں حضرت دانیال علیہ السلام کی شہرت دو وجہ سے ہے، ایک یہ کہ وہ خوابوں کے تعبیر کے ماہر تھے، اس سلسلے میں اس کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کی سی ہے، دوسری وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آخری زمانے میں ہونے والے واقعات کا تفصیلی علم دیا تھا۔

یہودیوں کے ہاں یہ مشہور ہے، کہ جب بنی اسرائیل بخت نصر کی قید میں تھے، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو نبی مبعوث فرمایا، بنی اسرائیل کے بزرگوں نے ان سے درخواست کی کہ وہ رب تعالیٰ سے دعا کریں، کہ بنی اسرائیل کو اس غلامی سے نجات دلائے اور واپس فلسطین بھیج دیں، ان کی عبادت گاہ ہیکلِ سلیمانی بنانے کی اجازت دیدیں، اور انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام والا عروج دنیا میں عطاء کردے۔ یہودیوں کا کہنا ہے، کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور انہیں خواب میں بشارت دی گئی، کہ ان کی دعا قبول کرلی گئی ہے، اور اللہ تعالیٰ ایک بادشاہ بھیجیں گے، جو انہیں نہ صرف غلامی سے نجات دلائے گا بلکہ ہیکلِ سلیمانی بنانے میں بھی مدد دے گا، پھر انہیں دنیا میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح عروج "مسیح اللہ" کی مدد سے ملے گا۔ اس طرح حضرت دانیال علیہ السلام کی بشارت کو آج کے یہودی اپنا عظیم مقصد سمجھتے ہیں، اور یہی آج کا "نیو ورلڈ آرڈر" ہے۔

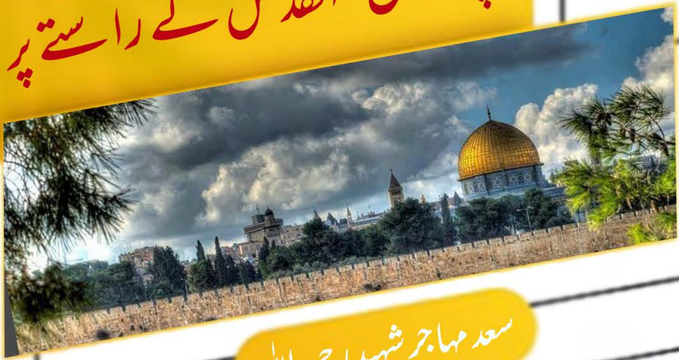
مختصر یہ کہ نیو ورلڈ آرڈر یا یہود کے مقاصدِ عظمیٰ تین اجزاء پر مشتمل ہیں جو کہ درجِ ذیل ہیں:

۱: ارضِ موعودہ "فلسطین" پر قبضہ۔

۲: مسجدِ اقصیٰ کی جگہ ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر۔

۳: مسیح دجال کے ذریعے "عالمگیر حکومت" کا قیام، یعنی عظیم تر اسرائیل کا قیام۔

پاکستان، القدس کے راستے پر



سعد مہاجر شہید رحمہ اللہ

اس تحریر کو لکھنے کا مقصد ہمارے مجاہدین بھائیوں میں پاکستان کے جہاد کے لیے جذبۂ جہاد پیدا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے ان مشکلات کو بیان کرنے کی کوشش کی جو پاکستانی مجاہدین کو طاقت اور ہتھیار نہ ہونے کے حوالے سے درپیش ہیں۔

ہمیشہ امریکہ اور مغربی کفار کے لیے کرائے پر لڑنے کی کوششیں کرتی آرہی ہے۔ ہم آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ مغرب کی ان کرائے کی طاقتوں کے خلاف کھڑے ہونے کا واحد راستہ جہاد ہی ہے، جہاد کا فریضہ آج ہمارے لیے کسی بھی فرض سے زیادہ اہم اور ضروری ہے، کیونکہ اسلامی سرزمین کے کونے کونے میں مظلوموں کی چیخیں بلند ہورہی ہیں، اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی پکاروں پر لبیک کہیں، اگر کوئی مسلمان ایسی حالت میں کسی دوسرے مسلمان کی صحبت اور مدد کو ترک کرتا ہے جہاں اس کی عزت کو پامال کیا جاتا ہے اور اس کی حرمت پامال ہوتی ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے ایسے وقت میں چھوڑ دے گا جب وہ چاہے گا کہ اللہ اس کی مدد کرے۔ اگر کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی ایسی حالت میں مدد کرتا ہے جہاں اس کی عزت کو پامال کیا جاتا ہے اور اس کی عزت پامال ہوتی ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی ایسے وقت میں مدد کرے گا جہاں وہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی مدد کرے۔ (ابوداؤد)

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عزت اور وقار عطا فرمائے تو جہاد ہی کا راستہ اختیار کرو اور مظلوموں کی مدد کرو۔

پاکستان میں جہاد کا مسئلہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ مقدس جہاد کئی سالوں سے جاری ہے اور اس راہ میں ہزاروں شہداء کا خون قربان ہو چکا ہے اور ابطالِ حق بڑی جانبازی و دلیری کیساتھ دینِ اسلام کے دشمنوں کو دبانے کے لیے ہر روز دسیوں کاروائیاں کر رہے ہیں۔ وہ مجاہدین جنہوں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور اس صلیبی فوج کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کا واحد مقصد اسیروں کو آزاد کرانا اور اس سرزمین پر خدا کا قانون

پاکستان کا جہاد:

یہ مقدس جہاد سینکڑوں کی تعداد میں جید علماء کرام کے فتاویٰ سے شروع کیا گیا تھا، جس میں ہزاروں نوجوان شہید ہوئے، ہزاروں نوجوان قید وبند کی صعوبتیں برداشت کر چکے ہیں، ہزاروں لاپتہ ہیں، اور آج بھی ہزاروں نوجوان میدانِ جہاد میں مصروفِ عمل ہیں۔ ریاست پاکستان نے جو جرائم کیے ہیں اور کر رہے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہیں، جیسے لال مسجد پر پرویز مشرف کا حملہ، جنوبی وزیرستان کے سراروغہ میں پاکستانی فوج کا غیر انسانی ظلم، عافیہ صدیقی کی اسیری اور اس کی حوالگی، امارت اسلامیہ افغانستان کے مجاہدین اور اہم شخصیات کی شہادتیں، ملا عبدالسلام ضعیف کو امریکہ کے حوالے کرنا، مولانا عبید اللہ اخوند کی شہادت، استاد یاسر کی اسیری اور پھر گمشدگی جیسے متعدد سانحات سمیت دیگر جرائم جو اَب بھی ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے نہ تو کبھی اسلامی نظام کے لیے کوشش کی، پاکستان میں نہ اسلامی نظام قائم ہوا، نہ عدل و انصاف کی حکمرانی عمل میں آئی، نہ قرآن کا نظام نافذ ہوا، پاکستان میں سنتِ رسول کو اہمیت دی ہی نہیں گئی۔ اس کی (فوج) امریکہ اور مغرب کی خود ساختہ اور کرائے کی فوج ہے، ان کی دشمنی صرف ان لوگوں سے ہے جو اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں اور خدا کی زمین میں باطل نظام اور گستاخانہ جمہوریت کے بجائے صرف خدا کا نظام اور قانون نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ صلیبی فوج اور انگریزوں کی تربیت یافتہ کٹھ پتلی فوج افغان، عرب یا شیشانی مجاہدین سے اتنی ہی نفرت کرتی ہے جتنی پاکستانی مجاہدین سے کرتی ہے اور ہمیشہ مجاہدین کو شہید کرنے اور کفار کی مدد کرنے کی کوشش میں رہتی ہے۔ اس فوج کے افسروں نے کبھی پاکستان میں سلامتی لانے اور اسلامی نظام اور قانون قائم کرنے کی کوشش نہیں کی اور ہمیشہ کفار کی مدد اور ان کے مفادات کے تحفظ کی کوشش کی ہے۔

انسدادِ دہشت گردی کا دعویٰ کرنے والی یہ صلیبی فوج ایک غیر انسانی اور وحشی فوج ہے جو اپنے مفادات کے لیے کسی قانون پر عمل نہیں کرتی اور

نافذ کرنا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خوف و دہشت کا مقابلہ کرتے ہیں اور جہاد کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی طاقت سے نہیں ڈرتے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے بڑے سے بڑے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ خوف ان سے بچتا اور بھاگتا ہے اور ان کی بجائے ان کے دشمنوں کے دلوں پر حاوی وطاری رہتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن شیروں پر رحمت فرمائے گا اور انہیں اپنے پیاروں میں شامل کریگا۔

پاکستان کا جہاد بہترین جہادوں میں سے ایک اور اہم ترین جہاد ہے، کیونکہ پاکستان کی فتح سے ہندوستان، ایران، چین اور بنگلہ دیش کی سرزمینوں کی فتح اور ان سرزمینوں (انڈیا اور ایران) کی فتح کا راستہ کھلتا ہے۔ القدس کی مقدس سرزمین پر فتح کی کرن اسی جہاد سے وابستہ ہے۔ برصغیر کی فتح بھی اس جہاد سے ہی ہے۔ پاکستان اور پھر ایران کی فتح لبنان کی حزب اللہ اور بشار اسد جیسی کومتوں کو کمزور کرتی ہے، ان کفر پرست حکومتوں کا کمزور ہونا شام کے مجاہدین کی فتح کا باعث ہے، اور شام کی فتح سے بیت المقدس کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

پاکستان کی فتح اور پھر ہندوستان کی فتح سے ہزاروں مسلمان قیدیوں کو رہا کیا جا سکتا ہے جو ہندوستان کی جیلوں میں بند ہیں اور القدس اور جنوبی ایشیا کے لیے سمندری راستہ کھل جائے گا۔ پاکستان قدس مبارک کے راستے پر ہے اور ہندوستان کی غزوہ ہند کی طرف بھی، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ ہیں جنہیں خدا جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔ ایک وہ گروہ جو ہندوستان کی جہاد میں شریک ہوگا، اور دوسرا وہ گروہ جو میری امت سے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دے گا۔

عصابتان من امتی احرزهما اللّٰہ من النار عصابة تغزو الهند وعصابه تکون مع عیسی بن مریم علیهم السلام (النسائی: ۳۱۷۵)

پاکستان کی مبارک سرزمین کی فتح کے ساتھ ہی اس مبارک سرزمین کو افغانستان اور عربوں کے خلاف برسہا برس تک استعمال کرنے والے امریکہ اور مغربی کفار کے ہاتھ کٹ جائیں گے۔ امریکہ اور مغربی کفار نے اس مبارک سرزمین سے مجاہدین کے خلاف برسوں تک جتنی کاروائیاں کی ہیں ان میں سے زیادہ تر پاکستان میں منظم کی گئی اور پھر پاکستان کی غیر اسلامی حکومت کی مدد سے سب ہوا۔ حکم جہاد کی تعمیل نہ صرف پاکستان کے عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے بلکہ یہ پاکستان کی سرزمین کے قریب ترین مسلمانوں کے لیے ایک اسلامی فریضہ ہے جیسا کہ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب دشمن نے سرزمینِ اسلام پر حملہ کیا تو بلاشبہ دشمن کا مقابلہ ان کے قریب ترین پر فرض ہے، کیونکہ اسلامی سرزمینیں متحد سرزمینیں ہیں، اور ایسی حالت میں جلدی سے کام لینا اور دشمن کے خلاف جانا واجب ہے، اور بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر اور مقروض خواہ قرض خواہان کی اجازت کے بغیر۔

اور امام احمد رحمہ اللہ کی نصوص ان امور کے بارے میں بہت ہی واضح ہیں۔

(فتاوی الکبری، جلد: ۴، صفحہ: ۶۰۸)

اے میرے غیور مجاہد بھائیو!

اپنی جان و مال سے پاکستان کے مجاہدین کی مدد کے لیے جلدی کرو، اپنی جان و مال سے پاکستان کے جہاد میں ہر طرح سے حصہ لو، کیونکہ پاکستان کی فتح القدس کی فتح کے راستے پر ہے۔ اگر آپ اپنی جان سے لڑنے کے قابل نہیں ہیں تو اپنے پیسوں سے مجاہدین کی مدد کریں کیونکہ پاکستان کے مجاہدین کو جس چیز اپنے اور دوسرے مجاہدین کے لیے کھانا خریدنا سمجھا جاتا ہے۔ یہ عمل عبادات اور خیرات کے عظیم ترین اعمال میں سے ایک ہے۔ جہاد کی راہ میں

خرچ کرنے والوں کو دو بشارتیں دی گئی ہیں: اول یہ کہ خرچ کرنے والا ہزار آفتوں سے نجات پائے گا، دوسرے یہ کہ جہاد کی راہ میں خرچ کرنے والا مجاہد کے مرتبے پر پہنچے گا۔ ہر سچے مسلمان کے دل میں یہ مسئلہ ضرور موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے رزق کی مقدار پہلے سے مقرر کی ہے، اس عقیدہ کے بعد کسی مسلمان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنا مال بچا کر مر جائے، اور یہ مال قیامت کے دن جسم کو گرم کرنے کا ذریعہ بن جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: [وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِى سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ]

(التوبۃ: ۳۴)

ترجمہ: اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو۔

پاکستانی مجاہدین کی مدد کے لیے چھوٹے سے چھوٹے کام کرنے میں ہچکچاہٹ نہ کریں۔ اگر ہم میں سے ہر ایک ایک کسی بھی طرح مجاہدین کی مدد کرے گا تو ان شاء اللہ مجاہدین کے لیے کافی ہے۔ اور جان لیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے نیک اعمال کے بدلے بے شمار اجر عطا فرمائے گا۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت (انفقوا فی سبیل اللہ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی یہ کہے کہ میرے پاس خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں ہے، اگرچہ تم میں سے کسی کو صرف ایک نیزہ یا تیر ملے تو وہ اسے خرچ کرے۔ جہاد میں خرچ کرو اور جہاد کی راہ میں انفاق چھوڑ کر اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو۔

(سنن کبری، جلد: ۴، صفحہ ۴۵)

پاکستانی مجاہدین کے لیے کم سے کم ہم یہ مالی امداد کر سکتے ہیں اگر ہم خود جہاد میں جانے کے قابل نہیں ہیں تو پاکستانی مجاہدین کو لیس کر کے ان کی خدمت کریں، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: [وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ] [البقرۃ: ۱۹۵]

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو، بے شک اللہ نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

اے میرے مجاہد بھائیو!

اگر آپ جہاد کے لیے دور دراز ممالک جانے کا سوچ رہے ہیں تو جان لیں کہ آپ کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ قریب ترین زمین جس کی مجاہدین کو ضرورت ہو، دور دراز کی طرف ہجرت کے راستے میں بہت پیسہ خرچ کر کے مجاہدین کی مدد کریں، خود بھی مجاہدین کی مدد کے لیے جائیں اور دوسرے مجاہد بھائی کو اس طرح سے لیس کریں۔ ہم نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ جب تک ہم دشمنانِ اسلام کو شکست نہیں دے کر اپنی عزت حاصل نہیں کر لیتے ہم اپنا جہاد نہیں روکیں گے۔

یا اللہ ان مجاہدین کی شہادت کو قبول فرمائے جو آپ کے دین کی حمایت اور اسیروں کی رہائی کے لیے نکلے ہوئے تھے۔

اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، ہمیں اپنے اس دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہونے کی توفیق عطا فرما جو دین اسلام اور عقیدہ کو تباہ و برباد کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

اے اللہ! آپ ہمارے لیے کافی ہی ہیں، ان دشمنوں کی کمر توڑ دے، ان دشمنوں کی جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے، اور اپنے غضب میں ہر ایک کو پکڑ لے۔

اے اللہ! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا، ہمیں صالحین میں شامل فرما اور ہماری شہادت کا خاتمہ فرمائیں۔



پاکستانی فوج کب، کیسے اور کس مقصد کے لیے وجود میں آئی؟

انجینئر سعد میمن

پاکستانی فوج کب اور کیسے بنی، اس کا جواب اتنا آسان اور سادہ نہیں کہ ہم آپ کو اس کی ایک متعین تاریخ بتادیں تو اس کا جواب ہو جائے، بلکہ اس کا اپنا ایک پسِ منظر اور تاریخ ہے، اس کے لیے بہت سی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

سب سے پہلی چیز جسے سمجھنے کی ضرورت ہے وہ ہے "ایسٹ انڈیا کمپنی"

ایسٹ انڈیا کمپنی:

ایسٹ انڈیا کمپنی، ایک برطانوی جوائنٹ اسٹاک کمپنی تھی، جو کہ ۱۶۰۰ء میں قائم ہوئی اور ۱۸۷۴ء میں ختم کر دی گئی۔ اسے برصغیر کے ساحلی علاقوں میں تجارت کی غرض سے قائم کیا گیا تھا، اس تجارتی کمپنی نے برصغیر میں سب سے پہلے تجارت کی غرض سے ۱۶۰۱ء میں ہندوستان کے حاکم مغل بادشاہ کی اجازت سے، ہندوستان میں اپنا قدم رکھا اور یہاں اپنی تجارت کا آغاز کیا۔ یہ بہت کامیاب تجارتی کمپنی تھی، سترہویں صدی کے وسط اور اٹھارویں صدی کے اوائل میں یہ کمپنی دنیا کی آدھی تجارت کی مالک تھی۔ اس کی بنیادی تجارت کاٹن، ریشم، افیون، چینی، نمک، مرچ مصالحے، چائے وغیرہ میں تھی۔

پھر رفتہ رفتہ اس کمپنی نے وہاں اپنا اثر ورسوخ بڑھانا شروع کر دیا، اس وقت اس کا ظاہری مقصد صرف تجارت تھا، ہندوستانی اشیاء خرید کر یورپ لے جانا اور یورپی اشیاء ہندوستان لا کر بیچنا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کی اجازت سے تاجروں، کسانوں، خدمت گاروں اور دیگر مختلف بہانوں سے یہ لوگ اپنی افرادی قوت بڑھانے لگے۔ پھر انہوں نے ہندوستان میں حکومت کی اجازت سے اپنی مستقل رہائش اختیار کر لی اور جائیدادیں خرید کر یہاں اپنی کالونیاں بنالیں، اپنے بیوی بچوں کو بلا کر وہاں آباد کیا، بچوں کے لیے تعلیمی ادارے قائم کیے، اپنے ہسپتال، عبادت خانے اور عدالتیں قائم کیں۔ پھر اپنے تعلیمی اداروں میں بعض مقامی لوگوں کو بھی داخلے دینے شروع کر دیے، جس سے ان کو مستقبل کے فوجی افسر، سیاست دان، جج اور دوسرے اداروں میں غلام ذہنیت کے خدام میسر ہوئے۔

اس کے بعد اپنی سیکیورٹی کے بہانے حکومتی اجازت سے اپنے فوجیوں کو بھی بلانا شروع کیا، اور رفتہ رفتہ اپنی فوج کی تعداد بڑھاتے رہے، پھر وقت کے ساتھ اپنے سیکیورٹی اداروں میں مقامی لوگوں کو بھی، یا یوں کہیں کہ اپنی خدمت کے لیے غلاموں کو بھی تنخواہوں اور مراعات کی لالچ میں بھرتی کرنا شروع کر دیا، حتیٰ کہ انگریزوں اور مقامی لوگوں کی اِس فوج کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ یہیں سے شاہی ہندی آرمی کی شروعات ہوتی ہے، جو کہ وقت کے ساتھ ترقی کرتی گئی۔

وکیپیڈیا کے اعداد و شمار کے مطابق ایک وقت میں انگریز کی اس غلام شاہی ہندی فوج کی تعداد دو لاکھ ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی تھی، جو کہ برطانیہ کی اپنی فوج سے دوگنی تھی۔ چناں چہ اپنی اِسی غلام فوج کے ذریعے کمپنی نے ہندوستان پر قبضے کی بنیاد رکھی اور ہندستان کو اپنی نوآبادی میں شامل کر کے یہاں کے لوگوں کو غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کا برصغیر میں باقاعدہ حکومت کا آغاز ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ کے بعد سے شروع ہوتا ہے، پلاسی بنگال کا ایک صوبہ ہے جہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز اور مقامی فوجیوں سے سراج الدولہ رحمہ اللہ کی جنگ ہوئی تھی، جس میں میر جعفر جو کہ سراج الدولہ کی فوج کا سربراہ (چیف آف آرمی) تھا، کی غداری کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اِس کمپنی کا یہ حکومتی راج ۱۸۵۸ء تک رہا۔

۱۸۵۸ء میں برطانیہ نے ایک قانونی فیصلے کے ذریعے ایسٹ انڈیا کمپنی کو تحلیل کر دیا اور ہندستان کو اپنی تحویل میں لے کر اُسے اپنی نوآبادی میں شامل کر لیا، اس طرح ہندوستان برطانوی راج میں شامل ہو گیا اور برطانیہ کی باقاعدہ نوآبادی شمار ہونے لگا۔

۱۸۵۸ء سے لیکر ۱۹۴۷ء تک برطانیہ نے اپنی اسی غلام ہندی فوج کو استعمال کرتے ہوئے ہندوستان پر مضبوط حکومت کی۔ اسی ہندی فوج کو استعمال کرتے ہوئے انگریز نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کیا، اسلامی نظام کو ختم کر کے برصغیر میں یورپ سے برآمدہ جمہوری نظام نافذ کیا، برصغیر کی دولت لوٹ کر یورپ کا اقتصاد مضبوط کیا، مسلمانوں کی خلافت، خلافتِ عثمانیہ کو تار تار کیا، جنگِ عظیم میں اپنی اس کرائے کی فوج کے ذریعے عظیم فتوحات حاصل کیں اور اسلامی علاقوں پر اپنے قبضے جمائے۔ غرض یہ کہ اسلام اور مسلمانوں سے خیانتوں اور غداری کی ایک لمبی تاریخ اور دکھ بھری داستان ہے، جو انگریز کی غلامی میں شاہی ہندی فوج نے اپنے ماتھے پر لکھ رکھی ہے۔

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کے دن انگریز نے برصغیر کو تقسیم کیا اور ہندوستان اور پاکستان کو الگ الگ حیثیت دیتے ہوئے دونوں کو آزادی کے نام پر الگ الگ ملک قرار دے دیا۔ تقسیم ہند کے بعد، اور ہندوستان و پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ایک بڑا مسئلہ دونوں ملکوں میں وسائل اور اداروں کی تقسیم کا تھا، چناں چہ انگریز نے اس بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ وسائل

اور ادارے رقبے کے تناسب سے تقسیم کیے جائیں گے۔ قصہ مختصر یہ کہ مقبوضہ ہند کے دیگر اداروں کی طرح فوج کے ادارے کی تقسیم بھی اسی معیار پر کی گئی۔ فوج کے ادارے کی اس تقسیم کے بعد پاکستانی فوج کو کتنے فوجی ملے اور کتنے نہیں، کتنے ٹینک اور جہاز ملے اور کتنے نہیں، کتنے بحری بیڑے اور آبدوزیں ملیں اور کتنی نہیں، یہ ہمارا مقصودِ بیاں نہیں ہے، بلکہ جس بات کی طرف ہم آپ کی توجہ دلانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ شاہی ہندی فوج جو کہ انگریز کی ایک غلام اور تنخواہ دار فوج تھی، جس نے انگریز کے لیے، اُس کے "گریٹ برٹن" کے لیے اپنی جانیں قربان کی تھیں، انگریز کے لیے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا تھا، جنگِ عظیم میں برطانیہ کو فتوحات دلوائیں تھیں، اسلامی خطوں میں اسلامی نظام کو ختم کر کے وہاں برطانوی جمہوری نظام نافذ کیا تھا، لیکن پھر صرف ایک ہی دن میں آزادی کے نام پر صرف ایک ہی دستخط کے بعد وہ فوج پاک فوج بن گئی، اسلامی فوج بن گئی، اسلام اور مسلمانوں کی فوج بن گئی، اسلام اور مسلمانوں کی محافظ فوج بن گئی، کیا کوئی عقلِ سلیم اس بات کو قبول کر سکتی ہے؟۔

جس فوج کو انگریز نے اپنے مکروہ اور اسلام دشمن مقاصد کے لیے بنایا ہو، اُسی کے لیے تیار کیا ہو، اُسی کی تربیت دی ہو، اور پھر دو سو سال سے زیادہ جس فوج نے انگریز کی غلامی کی ہو، اس کے لیے جنگیں لڑی ہوں، اس کی خدمت میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہوں، اور پھر وہ اپنے اِن جرائم پر فخر بھی کرتے ہوں، انگریز کے لیے مرنے والوں کو شہید کہتے ہوں، تو کیا صرف ایک دستخط کے بعد فوج کی تقسیم کے ذریعے اُس کی ذہنیت، مقاصد، اہداف سب بدل گئے؟ کیا صرف

ایک تقسیم کے ذریعے فوج کا سافٹ ویئر ایسا اپڈیٹ ہوگیا کہ کل تک وہ انگریز کی غلامی میں مسلمانوں کو کاٹ رہے تھے، اسلامی خطے انگریز کو فتح کر کر کے دے رہے تھے، اور آج اسلام اور مسلمانوں کے ایسے محافظ بن گئے کہ اُن کا شعار "ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ" بن گیا۔

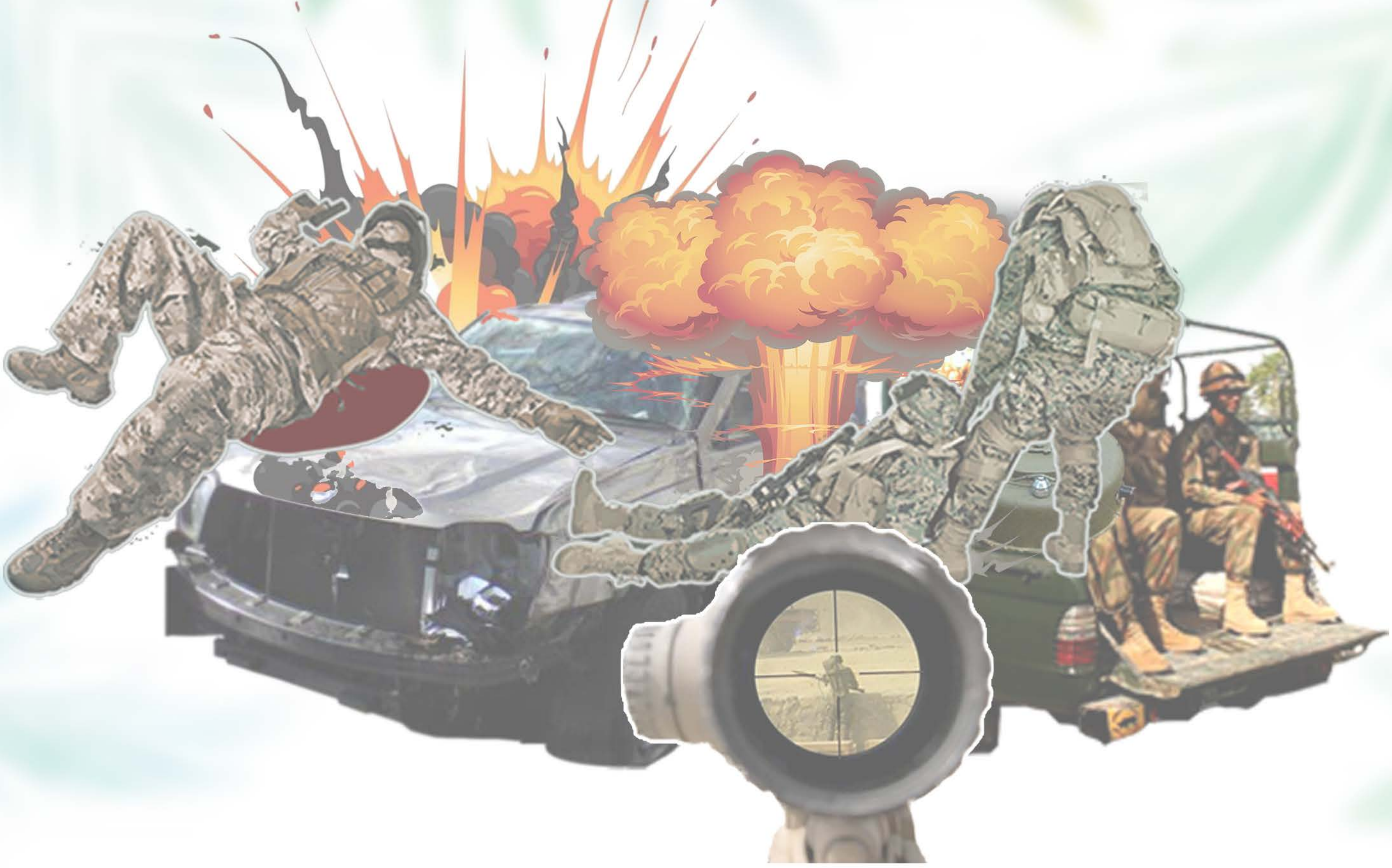
کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے؟

ایسٹ انڈیا کمپنی اور شاہی ہندی فوج کی اس مختصر داستان جاننے کے بعد یقیناً آپ کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہوگیا ہوگا کہ پاکستانی فوج کب، کیسے اور کس مقصد کے لیے وجود میں آئی تھی، اور اسے پاکستانی فوج کا لقب کب ملا تھا؟۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ فوج کل بھی انگریز کی غلام تھی اور آج بھی اُسی کی وفادار ہے۔ تقسیم ہند سے پہلے اس نے انگریز کی کمان میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عظیم خیانتوں کا ارتکاب کیا تھا، پاکستان بننے کے بعد بھی اس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین رہے ہیں۔

پاکستان بننے کے بعد پاکستانی فوج، انگریز کے اشاروں پر اور اُسے خوش کرنے کے لیے، اب تک ہزاروں پاکستانی مسلمانوں کو شہید کر چکی ہے، قبائلی علاقہ جات، ملاکنڈ ڈویژن اور بلوچستان سمیت دیگر علاقوں میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو "مسنگ پرسنز" بنا چکی ہے، ہزاروں کو شہید کر چکی ہے، ہزاروں گھر بمبار کر چکی ہے، سینکڑوں مساجد و مدارس بمبار کر کے مسمار کر چکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ کل بھی اسلامی فوج نہیں تھی اور آج بھی مسلمانوں کی محافظ نہیں ہے۔ نہ اس کی بنیاد اسلام کی حفاظت کے لیے رکھی گئی تھی اور نہ اس نے توبہ کر کے انگریز سے برأت اور اسلام سے وفاداری کا اظہار کیا ہے۔



رواں سال 2023ء ماہ ستمبر (صفر المظفر- ربیع الاول) میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

گزشتہ ماہ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کُل ۱۰۶ حملے کیے، جن میں ۲۹۲ فوجی، پولیس، سی ٹی ڈی، ایف سی اور خفیہ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے ۔اور مجاہدین نے دشمن سے ۶ عدد مختلف قسم کا اسلحہ بھی حاصل کیا۔ کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۴/جون/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، ایف آر پشاور کے علاقے شیر کیرہ میں تحریک طالبان پاکستان کے خفیہ اہلکاروں نے پنجاب کے رہائشی آئی ایس آئی میجر امام علی کو ٹھکانے لگادیا۔

۱۲/اگست/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، ایف آر پشاور میں کوئٹہ کے رہائشی آئی ایس آئی میجر شاہین کو قتل کردیا گیا۔

۳۰/اگست/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل شوال کے علاقے ڈبر میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

یکم ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشتخرہ تھانے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے ایک پولیس اہلکار کو زخمی کر دیا۔

یکم ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دوسلی میں دوسلی قلعہ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارضی حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

یکم ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

یکم ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے تریخ تلائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔ ایک کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

یکم ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میران شاہ کے علاقے سپلگہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔ دو عدد سیکیورٹی کیمرے بھی تخریب کا نشانہ بنے۔

یکم ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے زانگاڑ تنگی میں کلائی مورچہ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۲/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، ایف آر پشاور میں حمید خان مشین آرمی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے تعارضی حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۲/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے کھجوری قلعہ کے ایک فوجی مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کر کے ایک سیکورٹی کیمرے کو تخریب کا نشانہ بنایا۔ مجاہدین نے کافی انتظار بھی کیا لیکن ایک بھی فوجی اہلکار نے مورچے سے سر باہر نکالنے کی زحمت نہیں کی۔

۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خدری میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر تعارضی حملہ کیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے آئی ایس آئی اہلکار فاروق کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے ارہنگہ میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر گھات لگا کر حملہ کیا، مجاہدین نے جوانمردی سے مقابلہ کرتے ہوئے ناپاک فوج کے کئی اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔

۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، شلوبر میں واقع ارجنلی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا لیکن آرمی اور ایف سی اہلکاروں نے پوسٹ پہلے سے ہی خالی کر دی اور ایک چوکیدار کو پوسٹ کی حفاظت کیلئے چھوڑ دیا تھا۔ مجاہدین نے چوکیدار کو گرفتاری کے بعد متنبہ کر کے رہا کیا کہ آئندہ فوجی مقامات پر پہرہ دینے سے باز رہے۔

۳/ستمبر/۲۰۲۳

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے مہربان نا کی سر میں

ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کرکے ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۳/ستمبر/۲۰۱۳ء

ولایت پشاور، ایف آر پشاور میں پنجاب کے رہائشی آئی ایس آئی اہلکار کو گرفتار کیا گیا جس نے خفیہ طریقے سے رکھا گیا زہر کھا کر خود کو ہلاک کر دیا۔

۴/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں ڈسٹرکٹ ہسپتال کے قریب فوجی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کرکے ایک سیکیورٹی کیمرے کو تخریب کا نشانہ بنا دیا۔

۴/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل جنڈولہ میں جنڈولہ قلعے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اپنے انجینیئرز کے ہاتھوں تیار کردہ الفاروق میزائیل سے حملہ کیا جو عین قلعے کے اندر لگا۔ حملے میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۵/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل وانا کے علاقے ڈیکوٹ روڈ ڑاغونڈئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی ایک گاڑی کو بم سے اڑایا جس میں سوار اہلکار ہلاک و زخمی ہو گئے۔

۵/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ میں آرمی بیس پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن سے حملہ کرکے ۲ فوجی اہلکاروں کو ہلاک اور تین کو شدید زخمی کر دیا۔

۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع چترال کے علاقے بمبوریت میں جنجیرت کوہ تعارضی حملہ کرکے دو فوجی پوسٹیں کو فتح کرکے اسلحہ و دیگر سامان اپنے قبضے میں لے لیا۔ حملے میں ناپاک فوج کے چھ اہلکار ہلاک ہوئے۔

۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع چترال کے علاقے بمبوریت میں تعارضی حملے کے نتیجے میں ۱۴ اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے، دو پوسٹیں فتح اور بھاری مقدار میں اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ لگا۔

۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع چترال کے علاقے بمبوریت میں فوج کی طرف بھجوائے گئے امدادی قافلے پر گھات لگائے مجاہدین نے اسنائپر اور لانگ رینج اسلحے سے حملہ کرکے ۱۵ اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع دیر لوئر کی تحصیل لعل قلعہ کے علاقے دوکڑئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس چوکی پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک میں میلال چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کرکے ایک پولیس اہلکار کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع چترال کے علاقے ارسون میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی چھاؤنی پر بی ایم میزائل داغے۔ جو چھاؤنی کے عین وسط میں لگے، جبکہ ایک دفاعی مورچے پر لگا۔ حملے میں کافی جانی و مالی نقصان کا امکان ہے۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے ترتیخ تلائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی مورچوں پر تعارضی حملہ کیا جس میں دس فوجی اہلکار مارے گئے۔ مجاہدین نے فوج کے تین مورچے فتح کئے اور بھاری مقدار میں اسلحہ بھی حاصل کیا۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع چترال کے علاقے ارسون میں فوجی چھاؤنی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے میزائل حملہ کیا، جس کے نتیجے میں فوج کو بھاری جانی و مالی نقصان پہنچا۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ کے علاقے سرکئی مانزکئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی گاڑی کو بم دھماکے سے اڑایا، جس کے نتیجے میں ناپاک فوج کے تین اہلکار ہلاک جبکہ دو شدید زخمی ہوئے۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درابن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس اسٹیشن پر راکٹ لانچر، گرنیڈ شیل اور نائٹ ویژن گنز کے ساتھ حملہ کیا، جس کے نتیجے میں پولیس کی گاڑی اور تھانے کو شدید نقصان پہنچا، جبکہ جانی نقصان کا بھی قوی امکان ہے۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے سپاہ دوجنگی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی کی زیرِ تعمیر چیک پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا اور چیک پوسٹ میں مائن بھی بلاسٹ کیا، جس میں دشمن کا کافی نقصان اٹھانا پڑا۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے وَلدین زئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کرکے ایک اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقہ وَلدین زئی میں حملہ کیا گیا، جس میں ایک سیکورٹی کیمرے کو تخریب کا نشانہ بنایا گیا۔

۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع و تحصیل ٹانک کے علاقے عمراڈہ میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر حملہ کرنے کی کوشش کی، مجاہدین نے بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے ان کے حملے کو ناکام بنادیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ حملے میں ناپاک فوج کو جانی نقصان کا بھی قوی امکان ہے۔

۸/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان کے علاقے اکاخیل میں واقع ایف سی چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے لیزر گن اور راکٹس سے حملہ کر دیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۸/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک کی تحصیل جنڈولہ میں مغزئی چوکی پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۸/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع چترال کے علاقے ارسون میں فوجی کیمپ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کئی میزائل داغے جو کیمپ کے اندر گاڑیوں کے بیچ لگے جس کے نتیجے میں متعدد گاڑیاں تباہ ہوئیں۔

۸/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع چترال کے علاقے ارسون میں فوجی پوسٹوں پر تعارضی حملہ کیا گیا جس میں تین فوجی پوسٹیں فتح ہوئیں اور متعدد فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۸/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت میں پولیس تھانہ پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں پولیس کو جانی و مالی نقصان پہنچنے کا قوی امکان ہے۔

۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے عیدک میں حملہ ہوا، جس میں ایک ایف سی اہلکار ہلاک ہو گیا۔

۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے زیراکی کی حدود میں لانس نائیک جمشید کو ٹارگٹ کر کے قتل کر دیا گیا۔

۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے ڈوگہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کے ایک پوسٹ پر حملہ کر کے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے نوگزی بابا میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایم آئی اہلکار ڈاکٹر ہمایون کو نشانہ بنایا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔

۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع لوئر دیر کی تحصیل لعل قلعہ میں بانڈئی مشین آباد پولیس چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا، جس کے نتیجے میں کم از کم ایک اہلکار ہلاک ہوا۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے تودہ مینہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک ایف سی اہلکار کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل بکاخیل کے علاقے میراٹ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی ایک پوسٹ پر حملہ کیا، جس میں پوسٹ مکمل تباہ ہوئی اور جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع لوئر دیر کی تحصیل جندول کے علاقے شاہی میں گھات لگائے فوجیوں پر مجاہدین نے جوابی حملہ کیا، جس میں متعدد اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع بنوں کے علاقے میریان میں فوج پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں فوج کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا، جبکہ ایک سیکورٹی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنا۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ٹانک میں فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی کوشش کی، مجاہدین نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے چھاپے کو ناکام بناتے ہوئے دو فوجی اہلکاروں کو ہلاک کر دیا۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود کے علاقے بابر کشکول میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک آرمی کی گاڑی پر بم دھماکہ کیا جس میں آرمی کے چار اہلکار ہلاک اور دو شدید زخمی ہوئے جبکہ گاڑی بھی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، ایف آر پشاور کے علاقے شیرکیرہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس کے انویسٹیگیشن آفیسر حیدر اقبال پر چھاپہ مار کر اسے گرفتار کر لیا۔ بعد میں علاقے کے عمائدین اور بزرگوں کی ضمانت پر اس عہد کے ساتھ اسے رہا کیا کہ آئندہ مجاہدین مخالف سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے گا۔

۱۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، دوجنگی ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس کے نتیجے میں ایف سی کے دو اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ ایک ڈرون کیمرہ بھی مار گرایا گیا۔

۱۱/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، پشاور سٹی میں ورسک روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی (کویک ریپانس فورس) کی گاڑی کو بم دھماکے سے اڑایا، جس میں پانچ اہلکار ہلاک اور تین زخمی ہوئے جبکہ گاڑی بھی تباہ ہوئی۔

۱۱/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے شلوبر میں واقع مسلم ڈاگ ایف سی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۲/ستمبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان، کوئٹہ میں سریاب روڈ سروے کے مقام پر کھڑے تقریباً چھ پولیس اہلکاروں پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہینڈ گرینیڈز سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۱۲/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے گورے ڈنگے ڈھکی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۲/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل رزمک میں سیردار پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور ایک کو زخمی کر دیا۔

۱۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں فوجی کیمپ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے اسنائپر سے حملہ کر کے تین فوجی اہلکاروں کو ہلاک کیا۔

۱۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں میں ڈسٹرکٹ ہسپتال کے قریب چیک پوسٹ پر اسنائپر حملہ کیا گیا جس میں ایک فوجی اہلکار ہلاک ہوا۔

۱۴/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کی تحصیل غزنی خیل کے علاقے عبد الخیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر لیزر گن اور راکٹس کے ذریعے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا۔

۱۵/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، ضلع مردان کی تحصیل کاٹلنگ کے علاقے جمال گھڑی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے چھٹی پر آئے فوجی اہلکار کو ٹارگٹڈ حملے کا نشانہ بنایا جس میں وہ شدید زخمی ہو گیا۔

۱۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سرویکئی کے علاقے گزگڑی منگور رغزائی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے چیک پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کیا جس میں ایک فوجی ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۱۵/ستمبر/۲۰۲۳

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے روڑی میں ایم آئی، آئی ایس آئی اور سرنڈر افراد کا مشترکہ قافلہ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارنے کی غرض سے آیا، مجاہدین نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے انہیں بھاگنے پر مجبور کیا۔ حملے میں ہلاکتوں کا امکان ہے، تاہم ان کی چھوڑی ہوئی ویگو گاڑی کو مجاہدین نے جلا کر خاکستر کر دیا۔

۱۶/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، ضلع بنوں کی تحصیل میریان میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایم آئی اہلکار عدنان کو نشانہ بنایا جس سے وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔

۱۶/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سراروغہ کے علاقے سپلنکئی راغزئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کا نشانہ بنایا جس میں کئی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے جبکہ ایک ڈرون کیمرہ بھی مار گرایا گیا۔

۱۶/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے روڑی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے بر وقت اطلاع ملنے پر چھاپے کی نیت سے آنے والے فوجی قافلہ پر گھات لگا کر جوابی حملہ کیا، جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے۔

۱۷/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے گورے ڈنگے میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی پوسٹ پر اسنائپر سے حملہ کر کے ایک فوجی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۱۷/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی کے علاقے زیراکی اور خدی کے درمیان فوجی مورچے پر اسنائپر کے ذریعے حملہ کیا گیا جس میں ناپاک فوج کے دو اہلکار ہلاک ہوئے۔

۱۷/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی میں بختیار موڑ کے ساتھ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا، ٹینکوں پر مشتمل قافلے پر راکٹ کے تقریباً سات گولے داغے گئے جو عین ہدف پر لگے جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۱۷/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرعلی میں خدی مارکیٹ فوجی مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۱۸/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میرانشاہ کے علاقے سپلگہ کولی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں ایک گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی اور گاڑی میں سوار ناپاک فوج کے پانچ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۸/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے شام پلین میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کر کے دو اہلکاروں کا ٹھکانے لگا دیا۔

۱۸/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت ڈی آئی خان، ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے تھانہ ہتھالہ کے حدود میں تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر مجاہدین نے پولیس اہلکار نذر خان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۱۸/ستمبر/۲۰۲۳ء
ولایت پشاور، ایف آر پشاور کے علاقے شیر کیرہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے عاصم نامی کم ایک عمر لڑکے کو گرفتار کیا جو ایم آئی کیلئے جاسوسی کا کام کرتا تھا۔ علاقے کے مشران کی ضمانت اور اس کی کم عمری کی وجہ سے اسے اس شرط پر رہا کیا کہ آئندہ کسی کے کہنے پر مجاہدین کی جاسوسی نہیں کرے گا۔

۱۸/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سرویکئی میں غور غوری سر کے مورچے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کیا جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔ ایک جاسوسی کیمرہ بھی تخریب کا نشانہ بنایا۔

۱۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ، تیراہ میدان کے علاقے آرھنگہ میں ناپاک فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر حملے کی کوشش کی تاہم مجاہدین کی بروقت جوابی کارروائی کرتے ہوئے متعدد فوجی اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔

۲۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے گاؤں مڈی میں رات کو فوج نے گاؤں کا محاصرہ کیا، صبح مجاہدین اور فوج کا آمنا سامنا ہوا جس میں ہمارے ایک ساتھی محمد اکرام شہید ہوئے جبکہ فوج کی دو گاڑیوں کو مجاہدین نے راکٹ سے تباہ کر دیا جس میں فوج کے کئی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت جنوبی پنجاب، ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں سی پیک روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کی پولیس کے ساتھ جھڑپ ہوئی جس میں کئی پولیس اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۱/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت کے علاقے شہباز خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حوالدار ولی شاہ کو گرفتار کیا لیکن ساتھی سے اسلحہ چھیننے کی کوشش پر اسے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔

۲۱/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کھجوری قلعہ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں جانی اور مالی نقصان کا امکان ہے۔

۲۱/ستمبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے مرکزی شہر کوئٹہ میں سملی روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس گاڑی پر ہینڈ گرینیڈ پھینکا اور پھر پستول سے فائرنگ کی جس میں ایک اہلکار ہلاک اور دو زخمی ہوئے۔

۲۲/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل تیارزہ کے علاقے کڑمہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی مورچے پر جی ایل اور لیزر گن سے حملہ کیا جس میں ہلاکتوں اور زخمیوں کا قوی امکان ہے۔

۲۲/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درزندہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک فوجی پوسٹ کے پہرہ دار کو لیزر گن سے مار دیا اور اس کے بعد ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں مالی و جانی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۲۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی کے علاقے جنتہ مرکی خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایف سی کی ایک گاڑی پر بم بلاسٹ کیا جس کے نتیجے میں ایف سی کے چھ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے اور گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوئی۔

۲۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں ایپی روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر بم بلاسٹ کیا جس میں ایک اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں ایپی روڈ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوجی قافلے پر گھات لگاکر کیا جس میں تقریباً پندرہ فوجی اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے جبکہ دو گاڑیاں بھی مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔

۲۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل درازندہ کے علاقے سُرکئی زے میں ناپاک فوج چھاپے کی نیت سے آرہی تھی کہ مجاہدین نے ان پر جوابی حملہ کیا، جنگ تقریباً تین گھنٹوں تک جاری رہی جس میں فوج کو کافی نقصان اٹھانا پڑا جبکہ تمام مجاہدین بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۲۳/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ملاکنڈ، ضلع سوات کی تحصیل مٹہ کے علاقے چپریال وینئ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس چیک پوسٹ پر حملہ کیا جس میں ایک پولیس اہلکار ہلاک ہوا۔

۲۴/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے زیرا کی اور خدی کے درمیان تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تقریباً چھ گاڑیوں پر مشتمل فوجی قافلے پر گھات لگاکر حملہ کیا جس میں ناپاک فوج کے سات اہلکار ہلاک وزخمی ہوئے۔

۲۴/ستمبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے ضلع قلعہ عبداللہ کے علاقے میزئی اڈہ میں لیویز تھانے پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا جس میں مذکورہ تھانے کا انچارج عبدالباری موقع پر ہی ہلاک ہوگیا۔

۲۵/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، تھانہ شمشتو میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس کی گشتی پارٹی پر حملہ کیا جس میں ایک پولیس اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۵/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل پاڑہ چنار میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی گشتی پارٹی پر بم بلاسٹ کیا جس کے نتیجے میں تین اہلکار ہلاک جبکہ دو زخمی ہوئے۔

۲۵/ستمبر/۲۰۲۳

ولایت پشاور، خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے تیراہ میدان میں ایف سی اہلکاروں نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر گھات لگاکر حملہ کیا، مجاہدین نے بھرپور جوابی کارروائی کرتے ہوئے ایف سی کے تین اہلکاروں کو ہلاک کردیا جبکہ کئی اہلکار زخمی بھی ہوئے۔

۲۵/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، ایف آر پشاور میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کارروائی کرتے ہوئے ایم آئی کیلئے کام کرنے والا شاہ نظر کو گرفتار کیا جس کو علاقے کے مشران کی ضمانت پر اس شرط کیساتھ رہا کیا کہ آئندہ مجاہدین کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے گا۔

۲۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل گڑیوم کے علاقے نشپیکا میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی دو گاڑیوں پر اسنائپر سے حملہ کیا جس کے نتیجے میں دو فوجی اہلکار ہلاک ہوگئے۔

۲۶/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، ضلع لکی مروت میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے بیک وقت سی ٹی ڈی آفس، پولیس چوکی، سٹی پولیس اسٹیشن اور ڈسٹرکٹ جیل پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا جس میں کافی جانی ومالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۲۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور، ضلع پشاور کے ورسک روڈ پر واقع سفید سنگ بجی کور میں چھٹی پر آئے ہوئے بختیار نامی ایف سی اہلکار کو ٹارگٹڈ حملے میں نشانہ بنا کر قتل کر دیا گیا۔

۲۷/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کے علاقے ساتین میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پولیس وین پر دستی بموں سے حملہ کیا جس میں ڈی ایس پی شاہین خان سمیت چھ اہلکار زخمی ہوئے۔

۲۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، ضلع مردان کی تحصیل کاٹلنگ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کی ناپاک فوج کے ساتھ جھڑپ ہوئی جس میں فوج کے دو اہلکار ہلاک ہوئے۔

۲۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، ضلع مردان کی تحصیل کاٹلنگ میں فوج نے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے بر وقت کارروائی کرتے ہوئے کئی اہلکاروں کو زخمی کر دیا اور نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

۲۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سرویکئی میں مدینہ موڑ کے مقام پر ایف سی کے اہلکاروں نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر حملے کی نیت سے گھات لگائی، مجاہدین کو اطلاع ملتے ہی انہوں نے ان پر لیزر گن سے حملہ کیا جس میں ایف سی کے دو اہلکار ہلاک ہو گئے۔

۲۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت جنوبی پنجاب، ضلع تونسہ شریف میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کی پولیس اور سی ٹی ڈی کے ساتھ جھڑپ ہوئی جس کے نتیجے میں دو اہلکار شدید زخمی ہوئے۔

۲۹/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت کوہاٹ، کرم ایجنسی کی تحصیل پاڑہ چنار کے علاقے شکر تنگی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کی دو پوسٹوں پر حملہ کیا جس میں ایک پوسٹ فتح ہوا جبکہ دوسری پوسٹ کو ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنا کر دشمن کو شدید نقصان پہنچایا، حملے کے نتیجے میں پوسٹ میں موجود پانچ اہلکار ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔

۳۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل بدر کے علاقے مانتوئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ناپاک فوج کے تین گاڑیوں پر مشتمل قافلے پر گھات لگا کر حملہ کیا جس میں کم سے کم پندرہ فوجی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۳۰/ستمبر/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے شہر کوئٹہ میں تور ناصر ایئر پورٹ روڈ پر فوجی اڈہ میں ڈیوٹی کرنے والے ایم آئی کے اہلکار کو تحریک طالبان پاکستان کے شارپ شوٹر مجاہدین نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا۔

کُل حملے 106

سال 2023ء ماہ ستمبر صفرالمظفر-ربیع الاول



- 11 ولایت ملاکنڈ
- 03 ولایت مردان
- 24 ولایت پشاور
- 32 ولایت بنوں
- 27 ولایت ڈی آئی خان
- 03 ولایت کوہاٹ
- 02 ولایت جنوبی پنجاب
- 04 صوبہ بلوچستان

کل جانی نقصان 292

- 123 ہلاکتیں
- 169 زخمی

نقصان اٹھانے والے ادارے

فوج	185
پولیس/سی ٹی ڈی	43
ایف سی	46
خفیہ	18

تخریب

- 11 عدد جاسوسی کیمرے
- 13 عدد فوجی گاڑیاں
- 02 عدد ڈرون کیمرے
- 07 عدد فوجی پوسٹس

بڑی تعداد میں اسلحہ و فوجی ساز و سامان

مجاہدین کو حاصل شدہ اسلحہ

کلاشنکوف	نائٹ ویژن دوربین	راکٹ لانچر	MG1 گن
02	02	01	01

مختلف فوجی ساز و سامان اور گولہ بارود

نوعیت عملیات

سنائپر/لیزر حملے	گوریلہ حملے	تعارضی حملے	گرنیڈ/بم دھماکے	گھات حملے	ٹارگٹڈ حملے	جوابی حملے	میزائل حملے
20	16	19	09	08	16	14	04

شہید کمانڈروں کے نام

حجازی

ظالموں نے اس چمن پر جب سِتم ڈھائے تھے
بالمقابل ان کے ہم ہی تو چلے آئے تھے
وقتِ مشکل دینِ احمدؐ پہ جب بھی آیا تھا
ہم نے ہاتھوں میں عَلَم دین کے اُٹھائے تھے
ہم نے طوفان کا جو چیرا تھا کلیجہ آ کر
جبر کی آندھیوں نے ڈیرے جب جمائے تھے
ظلمتوں میں آگ جب ہم نے جلائی آ کر
کتنے گھرے وہ اندھیرے ہر سِمت چھائے تھے
ہم نے بُجھنے نہ دیا ان کو کبھی بھی راہ میں
خونِ دل سے جب بھی شمع ہم نے جلائے تھے
ہے گواہ آسمان، زمین، یہ چاند اور تارے
رب کی راہ میں زخم اپنے جسم پر کھائے تھے
مقتلوں سے ہم جو لڑ کر جب بھی واپس آئے
زخم اپنے جسم پر کھا کے مُسکرائے تھے
ہم کو ہے ناز، فخر ہم کو ہے اس بات پہ اب
ہم نے مقتل میں خوشی سے جو سر کٹائے تھے
کر گئے اپنے رب کو راضی ہمیشہ جس سے
وہ لہو کے جو وہ قطرے ہم نے بہائے تھے
تم نے ہے فرض یہ رُکھوالی کا نبھانا اب
اس لہو سے ہم نے گُلش وہ جو سجائے تھے
یہ ترانے جو لکھے ہیں اب اس حجازیؔ نے
ہم نے بھی ایسے ہی ترانے گُنگُنائے تھے